جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ
لاہور

جون
۲۰۱۶ء

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۲۴	رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ / جون ۲۰۱۶ء	شمارہ : ٦

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب،متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت،بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ،اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	٦
دورِ حاضر کے سیاسی اور اِقتصادی مسائل اور اِسلامی تعلیمات و اِشارات	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۹
ذکر اللہ اور وصول اِلی اللہ کی صورتیں	حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد مدنیؒ	۱۹
فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت	حضرت مولانا محمد اِدریس صاحبؒ اَنصاری	۲۳
رمضان اور قرآن	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۲
نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا	صاحبزادہ ڈاکٹر قاری عبدالباسط محمد	۳۹
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۵
نتائج سالانہ اِمتحان دورہ حدیث شریف		۵۷
تقریظ و تنقید	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	٦۳
اَخبار الجامعہ		٦۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

رحمتوں اور برکتوں کے ماہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، جبکہ موجودہ عالمی حالات مسلمانوں کے لیے بہت تکلیف دہ ہیں اِسرائیل میں یہودیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتلِ عام برسوں سے جاری ہے مقبوضہ کشمیر میں بھی ہندوؤں کے ہاتھوں یہی کچھ ہورہا ہے برما اَراکان بھی مسلمانوں کا مقتل بنا ہوا ہے وسطی اَفریقہ میں عیسائی آئے دن مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلتے ہیں اِس سے بھی اَلمناک صورتِ حال یہ ہے کہ خود مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہورہا ہے عراق لیبیا اور شام میں مسلمانوں کا قتلِ عام گزشتہ کئی سالوں سے جاری ہے اَفغانستان کی صورتِ حال بھی عدمِ اِستحکام کا شکار ہے جبکہ پاکستان اَندرونی اور بیرونی بحرانوں میں گھرا رہتا ہے، کچھ عرصہ سے سعودی عرب اور یمن کا محاذ بھی گرم ہے، تیزی سے ترقی کی منازل طے کرنے والے ترکی کو بھی آگ کی طرف دھکیلا جارہا ہے مصر پر ایک جابر مسلط کر کے عوام کی آزادی سلب کر لی گئی ہے۔

اِس عالمی کُشت وخون کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے ؟ سب جانتے ہیں کہ عالمی مفادات اور خزانوں کا ترازو بدقسمتی سے عالمِ کفر کے ہاتھ لگ گیا ہے وہ بندر بانٹ کی روِش اِختیار کرتے ہوئے جو کچھ کر رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔

اَلبتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس ساری صورتِ حال کے اصل ذمہ دار ہم مسلمان خود ہیں ہمارے اَندر آپس کا اِتفاق مفقود ہے مسلمان حکمرانوں کی اکثریت عیاشیوں میں مست ہے باقی ایک دُوسرے کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں۔

عوام ہوں یا خواص سب کے لیے موجودہ حالات میں جس اَمر کی بہت زیادہ ضرورت ہے وہ ہے ''خود اِحتسابی'' جب تک ہم ایک دُوسرے کو کوستے ہی رہیں گے اور اپنے گریبانوں میں نہیں جھانکیں گے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا ہمارے لیے اپنا اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رُجوع اِلی اللہ کے سوا کوئی صورت موجودہ بحرانوں سے نکلنے کی نہیں ہے۔

ماہِ مبارک آنے کو ہے عالمِ اِسلام کو اللہ توفیق دے کہ وہ اپنی صفوں میں اِنتشار کو ختم کر کے اِتحاد و اِتفاق پیدا کرے اِسلامی قوانین کو نافذ کرے تاکہ تائیدِ غیبی کی برکت سے تاریکیاں چھٹ جائیں اور پھر سے روشنی کا سفر شروع ہو جائے۔

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر

اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

درسِ حدیث

حضرت اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری ومقبول فرمائے۔ (آمین)

آخرت کی پیشی اور سوالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت اِبن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ نہ ہٹیں گے دو قدم اِبن آدم کے قیامت کے دن اپنے رب کے دربار سے جب تک پوچھ نہ لیا جائے پانچ چیزوں سے یعنی جب تک پانچ سوال نہ پوچھے جائیں گے وہ ہٹے گا نہیں۔

☆ پہلا سوال یہ ہوگا کہ جو ''عمر'' آپ کو دی گئی تھی اُس کو کس چیز میں فنا کیا، کس چیز میں کھپایا کن کن کاموں میں صرف کیا ؟ یہ بہت مشکل سوال ہے، عمر کے ہر لمحہ کا محاسبہ سامنے آئے گا ! !

اِنسان کو چاہیے کہ بے فائدہ اور ناجائز کاموں کو ترک کردے، وہی کام کرتا رہے جس میں نفع ہو کاروباری حضرات بھی وہ کام نہیں کرتے جن میں خسارے کا اَندیشہ ہو، یہاں تک کہ کوئی بہترین سے بہترین کتاب ہو لیکن اُس کے چھاپنے میں تاجر کو نفع نہ ہو تو وہ چھپوانے سے اِنکار کر دیتے ہیں۔ جس طرح اِنسان دُنیاوی معاملات میں نفع مندی کی خواہش اور آرزو رکھتا ہے اِسی طرح اُسے چاہیے کہ وہ آخرت کے بارے میں بھی سوچتا رہے ایسا نہ ہو کہ حشر میں ذلیل وخوار ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ کے اِس اِرشاد مبارک کا منشاء یہی ہے کہ اِنسان ہر چیز کو تولے، جانچے فائدہ ہو تو کرے ورنہ چھوڑ دے۔

☆ دُوسرا سوال یہ ہوگا کہ ''جوانی'' میں (جبکہ تجھ میں بہت زور اور طاقت تھی) کیا کیا تھا ؟ کن چیزوں میں جوانی کے اَوقات صرف کیے ؟ کیا وہ کام کرتا رہا جن کے کرنے پر بشارتیں دی گئی تھیں یا اُن کاموں میں لگا رہا جن کے کرنے والا مستحق عذاب ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن جب عرش کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا سات طرح کے آدمی عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے، اُن میں سے ایک وہ جس کی نشو ونما اللہ کی یاد میں ہوئی ہو جس نے جوانی خدا کی یاد میں، اَحکام کی تعمیل، شریعت کی پابندیوں میں گزاری ہو۔ اَفسوس ہے کہ ہمارا زمانۂ جوانی کھیل کود میں گزر جاتا ہے، ہم یہی خیال کرتے ہیں کہ جوانی کا زمانہ کھیلنے کا ہے حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے، اِنسان اِس زمانہ میں مضبوط ہوتا ہے عبادت اچھی طرح بجالا سکتا ہے، بڑھاپے میں سینکڑوں عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔

☆ تیسرا سوال یہ ہوگا کہ ''مال'' کہاں سے حاصل کیا ؟

☆ اور چوتھا سوال یہ ہوگا کہ ''کہاں'' خرچ کیا ؟ کیا جائز طرح سے کمایا یا چوری رشوت اور دیگر ناجائز ذرائع سے حاصل کیا، حاصل کرنے کے بعد کن چیزوں پر خرچ کیا، کیا خواہشاتِ نفسانی پورا کرنے میں صرف کیا یا بیواؤں، غریبوں وغیرہ کی اِمداد پر خرچ کیا ؟ بخل اِختیار کیا تھا یا سخاوت ؟ غرض ہر طرح سے سوال ہوگا۔ آج کل ہم مال حاصل کرنے میں اِس قدر منہمک ہیں کہ خدا اور رسول ﷺ کے اِرشادات کا ذرّہ بھر لحاظ نہیں رہتا، جائز ہو یا ناجائز ہم بس سمیٹتے چلے جاتے ہیں اور پھر خرچ بھی اُن اُمور پر کرتے ہیں جن سے خدا اور رسول نے منع فرمایا ہے۔ حج، زکوۃ اور دیگر اچھے اچھے کاموں پر خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں مگر ناجائز اُمور میں بے تحاشا خرچ کر ڈالتے ہیں۔

اللہ ہمیں مال جائز ذرائع سے کمانے اور مناسب جگہوں پر خرچ کرنے کی توفیق دے۔

☆ پانچواں سوال ''علم'' کے بارے میں ہوگا کہ جو پڑھا تھا اُس پر کیا عمل کیا ؟[1] دُوسروں کو کیا بتایا اور خود کیا کیا ؟ کتابوں میں ایسے عالم کی بہت خرابیاں لکھی ہیں جو بے عمل ہوتا ہے، علم کے

[1] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۱۹۷

ساتھ عمل نہ ہو تو علم وبال بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق بخشے، ہماری جوانی بڑھاپا غرضیکہ عمر کا ہر لمحہ اُسی کی یاد میں صَرف ہو قیامت میں ہمیں عرش کے سایہ میں آرام پانا نصیب ہو، آمین۔

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۸؍ مارچ ۱۹٦۸ء)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔ (ادارہ)

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۰ (قسط:۶)

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

دورِ حاضر کے سیاسی اور اِقتصادی مسائل

اور

اِسلامی تعلیمات و اِشارات

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

توسیع بیت المال :

یہ عنوان اِیجادِ بندہ ہے مگر جو مدّات ذکر کیے جا رہے ہیں وہ بیت المال کے مسلّمہ مدّات ہیں اِن کی تشریح آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو اِس عنوان کی موزونیت کے متعلق آپ خود فیصلہ کر سکیں گے۔

اگر کسی قدیم مفہوم کو سمجھانے کے لیے کسی جدید اِصطلاح کا اِستعمال کرنا ممنوع نہیں ہے تو ''توسیع بیت المال'' کے لیے قومیانے یا قومی ملکیت میں دے دینے کی اِصطلاح ممنوع نہیں ہونی چاہیے۔

ماخذ :

" فئی" مفتوحہ علاقہ کو بھی کہا جاتا ہے اور اُس علاقے کی آمدنی پر بھی "فے" کا اِطلاق ہو سکتا ہے [۱]

سورۂ حشر میں '' فئی'' کے مصارف بیان فرمائے ہیں فقراء، مساکین، اِبن سبیل (وغیرہ) اور اِس تقسیم اور صَرف کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے ﴿کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ﴾ [۲] کہ تم میں سے جو دولت منداور غنی ہیں اُن کے درمیان '' دُوْلَةً '' نہ ہو جائے دُوْلَةً کے معنی لینے دینے کے بھی ہیں اور دُوْلَةً اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جس کو لیا دیا جاتا ہے۔ بس اِس آیت کے معنی یہ کیے گئے ہیں تا کہ وہ تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے۔ (بیان القرآن مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ)

مختصر یہ کہ یہ آیت ایک بنیادی اُصول کی تعلیم ہے کہ جو چیز ایسی ہے کہ اُس کا نفع عام ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اُس کی منفعت چند اَفراد کے اَندر منحصر ہو کر رہ جائے آج کل کی اِصلاح میں پیداوار اور ذرائع پیداوار چند اَفراد کے اَندر محدود نہ رہنے چاہئیں اِس کے لیے اِسلامی حکومت کا فرض ہوگا کہ جب بھی ایسی صورت پیدا ہو یا پیدا ہونے کا قوی اِمکان ہو وہ مداخلت کر کے ایسا راستہ نکال دے کہ اُس کا نفع دائر سائر رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بہت سے اِرشادات اور فیصلے اِس کی تشریح کرتے ہیں حضراتِ ائمہ مجتہدین اور فقہاءِ کرام نے اِس اصول کے ماتحت بہت سے اَحکام مرتب فرمائے ہیں اُن کی تفصیل کے لیے مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ ہمارے پیش ِنظر تفصیل نہیں ہے ہم صرف نظریات پیش کر رہے ہیں یہاں چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں جن کے ذریعہ اِس اُصول کی بھی وضاحت ہوگی اور عنوان کا تقاضا بھی پورا ہوگا۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَهُوَ الْمُعِيْنُ .

تفصیل اِس لیے بھی بے سود ہے کہ حکومتِ اِسلامیہ کی مجلس شوریٰ کو حق حاصل ہے کہ بیت المال سے متعلق جزوی مدات میں مسلمہ اُصول کے تحت حالات اور وقت کے تقاضے کے بموجب جب ضرورت سمجھے ترمیم کرلے۔

---

[۱] کتاب الاموال لابی عبید ص ۱۶ [۲] سُورۂ حشر : ۷

(١)

"مَأْرِبْ" یمن کا مشہور مقام ہے جس کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں بھی ہے، یہیں کے رہنے والے ایک صحابی اَبْیَضْ بِنْ حَمَّالْ سَبَائِیْ تھے اِن کو اَبْیَضْ بِنْ حَمَّالْ مَآرِبِی بھی کہا جاتا ہے، یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں درخواست لے کر حاضر ہوئے کہ مآرب میں جو نمک ہے وہ اِن کو عطا کر دیا جائے، آنحضرت ﷺ نے درخواست منظور فرمالی، جب یہ واپس ہوگئے تو ایک صاحب نے عرض کیا : یارسول اللہ ! آپ نے خیال نہیں فرمایا آپ نے اُن کو کیا عطا کر دیا ؟ آپ نے اُن کو " اَلْمَاءُ الْعِدَّ " یعنی چشمہ عطا فرمادیا جو کبھی بھی خشک نہیں ہوتا۔ آپ نے اُس کو واپس لے لیا۔ [١]

علمائے کرام نے اِس واقعہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اُنہوں نے جو درخواست کی تھی کہ "اَلْمِلْحُ" (نمک) عطا کر دیا جائے تو اِس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اِس جگہ سے نمک محنت ومشقت اور کسی خاص ترکیب عمل وکد [٢] سے برآمد کیا جاتا ہوگا اِسی بنا پر آنحضرت ﷺ نے اِجازت دے دی۔ اِس کی مثال ایسی ہوئی جیسے کسی جنگل سے درخت کاٹنے کی اِجازت دے دی جائے یا لوہے کی کان سے اُن ڈھیلوں یا پتھروں کو نکالنے کی اِجازت دے دی جائے جن میں سے خاص ذرّات نکال کر لوہا بنالیا جاتا ہے، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ "اَلْمِلْحُ" اُس طرح کی کان نہیں بلکہ چشمہ ہے اور چشمہ بھی موسمی نہیں ہے بلکہ اُس کا یہ پانی جو خود بخود نمک بن جاتا ہے ہمیشہ رہتا ہے۔ اَلدَّائِمُ لَا انْقِطَاعَ لِمَادَّتِہٖ. (مجمع البحار)

اَب سوال یہ پیدا ہوا کہ

(١) آیا پانی کے چشمہ کی تملیک یا تخصیص جائز ہے اور اِس کو بطورِ جاگیر کسی کو دیا جاسکتا ہے ؟

(٢) کیا ایسی قدرتی چیز جو مباحِ عام ہو اور اُس کی ضرورت بھی عام ہو اُس کو کسی فرد یا اَفراد کے لیے مخصوص کر دینا اور اُن کی مِلک بنا دینا درست ہے ؟

---

[١] ترمذی شریف ابواب الاحکام باب ماجاء فی القطائع رقم الحدیث ١٣٨٠

[٢] لمعات شرح مشکوۃ

جہاں تک پانی کا تعلق ہے خود آنحضرت ﷺ اِس کے متعلق اعلان فرما چکے تھے :

اَلنَّاسُ شُرَکَاءُ ثَلَاثٍ اَلْمَاءِ وَالْکَلَاءِ وَالنَّارِ.۱ تین چیزوں میں تمام اِنسانوں کا مساویانہ ساجھا ہے پانی، گھاس، آگ، لپٹ اور روشنی یا اُس کی تپش، باقی چنگاری جس کا کوئلہ بنتا ہے وہ اُس کی ہے جس کی لکڑی ہے۔

دُوسری بات یہ کہ یہ قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے اور اِس کو بنانے کے لیے محنت و مشقت نہیں کرنی پڑتی تو اِس کا جواب بھی اِسی اِرشاد سے معلوم ہوگیا کہ خودرو گھاس کی طرح یہ عام ہونی چاہیے، بہر حال آنحضرت ﷺ کا یہ عطیہ خود آنحضرت ﷺ کے مقرر کردہ اصول کے خلاف تھا لہٰذا آپ نے اپنا حکم واپس لے لیا۔

فقہاءِ کرامؒ نے اِس جیسے چشمہ کے لیے ''معدنِ ظاہر'' کی اِصطلاح مقرر کی اور ضابطہ طے کر دیا کہ وہ زمین جہاں سے نمک خود برآمد ہوتا ہے جہاں سے تارکول یا تیل خود بخود بہتا ہے اور اِس طرح کی اور چیزیں جن کی ضرورت عوام کو ہوتی ہے، اِمام (خلیفہ) کو جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو بطورِ جاگیر یا بطورِ ٹھیکہ دے دے کیونکہ ایسی معدنیات میں عوام کا حق ہے اور جاگیر یا ٹھیکہ پر دے دینے سے اُن کا حق ضائع ہوتا ہے، خلیفہ کو عوام کا حق باطل کرنے کا اِختیار نہیں ہے ۲ اِمام (خلیفہ) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسے ''معدنِ ظاہر'' کو جن سے عوام کو اِستغناء نہیں ہوسکتا اُن کو اِس کی ضرورت رہتی ہے جیسے نمک، کحل (سرمہ)، تارکول، مٹی کے تیل کا چشمہ اور وہ کنویں جن سے عام لوگ پانی پیتے ہیں وہ کسی کو بطورِ جاگیر دے دے۔ (دُرمختار) اگر وہ کسی کو دے بھی دے گا تو یہ حکم قابلِ عمل نہیں ہوگا، عوام کا حق پھر بھی باقی رہے گا اور جس طرح اُس جاگیردار کو اِس معدنی چیز کے لینے کا حق ہوگا عوام کو بھی ہوگا۔

اور معدنِ ظاہر سے وہ مراد ہے جس کا قدرتی جوہر جس کی بنا پر اِس کو معدن کہا جاتا ہے اَجزاءِ زمین میں کھلے طور پر ہو اُس کو الگ کرنے میں کوئی خاص ترکیب یا محنت نہ کرنی پڑتی ہو۔ مَا کَانَ جَوْہَرُھَا الَّذِیْ اَوْدَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ جَوَاہِرِ الْاَرْضِ بَارِزًا . (دُر مختار کتاب احیاء الموات)

---

۱ کتاب الاموال لابی عبید ص ۲۹۵ ،فقرہ ۷۲۸ ۲ بدائع الصنائع کتاب الاراضی ج ۲ ص ۱۹۴

(۲)

آنحضرت علیہ السلام کے اِس فیصلے سے جس طرح معدنِ ظاہر کا ضابطہ معلوم ہوا دُوسرا ضابطہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو ''معدنِ ظاہر'' نہ ہو یعنی وہ معدنی جوہر زمین کے اَجزاء کے ساتھ اِس طرح ملا ہوا ہو کہ اُس کو الگ کرنے میں محنت بھی کرنی پڑتی ہو اور مصارف بھی برداشت کرنے پڑتے ہوں جیسے لوہے یا سونے یا چاندی کی کان، تو ایسی زمین جس میں ایسی کان ہو وہ بطورِ جاگیر کسی کو دی جاسکتی ہے۔ پس ایسی زمین جو کسی کو دے دی گئی اور اُس نے اُس میں سے معدنی جوہر برآمد کیا تو کچھ ائمہ مجتہدین تو اِس کو تجارتی کاروبار کی حیثیت دیتے ہیں اُن حضرات کا فتوی یہ ہے کہ اُس کی برآمد (پیداوار) پر سال گزرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی یعنی چالیسواں حصہ اُن کو دینا ہوگا جن کو زکوۃ دی جاسکتی ہے لیکن اِمام اَبوحنیفہؒ اِس کو ''رکاز'' قرار دیتے ہیں اور آنحضرت علیہ السلام کے اِرشادِ گرامی وَفِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ کے بموجب اِس میں خمس یعنی پانچواں حصہ لازم کرتے ہیں یعنی اگر سو من سونا برآمد کیا تو بیس من سونا اَدا کرنا ہوگا اور اِس کے لیے سال پورا ہونا بھی شرط نہیں ہے بلکہ جیسے جیسے برآمد ہوتا رہے گا خمس کا اَدا کرنا لازم اور فرض ہوتا رہے گا۔

لیکن موجودہ دور میں یہ بات تعجب انگیز ہوگی کہ مٹی کے تیل یا پٹرول کے چشمے اِس طرح عام رہیں جبکہ اِن چیزوں نے یہ اہمیت اِختیار کر لی ہے کہ دفاع کا مدار ہی اِن چیزوں پر ہے حتی کہ سونے چاندی لوہے کی بھی اِن کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں ہے تو ایسے ہی مسائل ہیں جن کے اَحکام وقت اور حالات کے تقاضوں کے بموجب بدلتے رہتے ہیں اور اِرشادِ خداوندی ﴿ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ﴾ [1] کے بموجب صاحب اِستنباط اور اہلِ علم ونظر اُولی الامر کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوتا ہے پھر ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [2] کے بموجب اُولی الامر کی اِطاعت اور اُن کے وضع کردہ قوانین اور قواعد کی تعمیل ضروری ہوتی ہے۔

---

[1] سُورۂ نساء : ۸۳ [2] سورۂ نساء : ۵۹

پھر چونکہ مسلمانوں کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں یہاں تک کہ بموجب اِرشادِ خداوندی ﴿وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ﴾ [1] کوئی معاملہ اور کوئی تجویز، تجویز ہی نہیں ہے جب تک شوریٰ نہ ہو۔ اور اِمام یعنی خلیفہ پابند ہے کہ شوریٰ کے فیصلے پر عمل کرے یہاں تک کہ اُس وقت جبکہ جنگِ اُحد میں کچھ صحابہ سے غلطی ہوگئی تھی اور وہ غلطی ہی شکست کا باعث ہوئی تھی اُس وقت بھی صاحبِ شریعت آنحضرت ﷺ کو حکم ہوا ﴿وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ﴾ [2] اِن سے (پیش آمدہ) معاملہ میں مشورہ کرو یعنی اگرچہ نافذ کرنا خلیفہ کا کام ہوتا ہے اور اِسی بنا پر اِرشاد ہوا ﴿فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ﴾ [3] جب تم عزم کرلو (تو شوریٰ پر نہیں بلکہ) خدا پر بھروسہ کرو۔ مگر نفاذ سے پہلے وہ معاملہ قابلِ عمل معاملہ اور وہ فیصلہ فیصلہ جب ہی قرار دیا جائے گا جب مشورہ ہو چکا ہو، بہرحال شوریٰ کا کام ہوگا کہ وہ حالات اور ضرورتوں کا جائزہ لے اور اُسی کے متعلق رائے قائم کرے۔

صاحبِ بدائع الصنائع موات یعنی اُفتادہ اور غیر آباد زمینوں کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں فَالْاِمَامُ یَمْلِکُ اَقْطَاعَ الْمَوَاتِ مِنْ مَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ لِمَا یَرْجِعُ ذٰلِکَ اِلٰی عِمَارَةِ الْبِلَادِ [4] یعنی اصل مقصد ملک کی تعمیر و ترقی ہے اِسی مقصد کے پیشِ نظر اِمام (خلیفہ) کو اِختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ غیر آباد اور دُور اُفتادہ زمینوں کو آبادکاری کے لیے دے دے۔ پس اِمام (خلیفہ با جلاسِ شوریٰ) کے لیے یہ تو قطعاً ناجائز رہے گا کہ نمک یا تیل وغیرہ کے چشمے جو مباح الاصل ہیں اور اُن سے عوام کی منفعت وابستہ ہے وہ کسی فرد یا اَفراد کو یا اَفراد کی جماعت (کمپنی) کو دے دے۔ یہ آنحضرت ﷺ کے طرزِ عمل کے بھی خلاف ہوگا اور ﴿کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً﴾ کی اِس نص قرآنی کے بھی خلاف ہوگا جو ہماری بحث کا ماخذ ہے اَلبتہ تعمیر و ترقی کے پیشِ نظر یہ قطعاً جائز ہوگا کہ اِن کو بیت المال کی مِلک قرار دیا جائے اور حکومت اپنے طور اِن کا وہ اِنتظام کرے جو ترقئ ملک کے لیے ضروری ہو۔ فَاِنَّ التَّصَرُّفُ فِیْمَا یَتَعَلَّقُ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ لِلْاِمَامِ کَکَرْیِ الْاَنْھَارِ وَاِصْلَاحِ قَنَاطِرِھَا (البدائع و الصنائع ج ۶ ص ۱۹۴)

---

[1] سُورۂ شوریٰ : ۳۸ [2] سورۂ آل عمران : ۱۵۹ [3] سورۂ آل عمران : ۱۵۹

[4] کتاب الاراضی ج ۶ ص ۱۹۴

(۳)

آخر میں سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے دو واقعے بیان کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں جو نہایت دلچسپ اور سبق آموز بھی ہیں اور موضوعِ بحث کے لیے شمع ہدایت بھی۔

(الف) حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایک بہت بڑا رقبہ جو بہت طویل و عریض تھا حاصل کر لیا تھا آنحضرت ﷺ نے اُن کو اِس کے متعلق تحریر بھی لکھوا دی تھی اُس میں وضاحت تھی کہ اِس پورے رقبے میں جتنے ٹیلے ہیں جتنی نشیبی زمینیں ہیں اور جتنے معدن وغیرہ ہیں سب اِن کو دے دیے گئے۔ جب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ آپ نے آنحضرت ﷺ سے اِتنا طویل و عریض رقبہ حاصل کر لیا اور آنحضرت ﷺ کی خصلتِ مبارکہ یہ تھی کہ وہ سوال رد نہیں فرمایا کرتے تھے لہٰذا آنحضرت ﷺ نے اِتنا بڑا رقبہ آپ کو دے دیا مگر آپ سب کو آباد نہیں کر سکے بہت سا حصہ خالی پڑا ہوا ہے اب یا تو آپ اِس کا ذمہ لیجئے کہ سب آباد کریں گے ورنہ جس کو آباد نہ کر سکیں اُسے واپس کر دیجیے وہ اور لوگوں کو دے دیا جائے گا جو اُس کو آباد کر لیں۔

حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ نے کہا : آنحضرت ﷺ نے جو رقبہ مجھے عطا فرمایا ہے قسم بخدا میں اُس میں سے کچھ بھی واپس نہیں کروں گا۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا : واللہ ! آپ کو واپس کرنا ہوگا۔

پس جو حصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آباد نہیں کر سکے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حصہ حکماً واپس لے لیا اور اُس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ [1]

اِمام اَبو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِس واقعہ کو اِختصار کے ساتھ نقل فرمایا ہے مگر اِس اِختصار میں یہ تصریح بھی ہے کہ جس حصہ میں معدن تھے وہ اُن سے واپس لے لیا۔

---

[1] کتاب الخراج یحیٰی اِبن آدم حدیث ۲۹۴ و اَبوداوٗد شریف کتاب الامارۃ والفی والخراج

(ب) ''هُنَی'' حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں مگر نہایت ذہین، مستعد، دیانتدار اور آپ کے معتمد ہیں اور مذہباً عیسائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوج کے گھوڑوں اور اُونٹوں کے لیے جو چراگاہیں محفوظ کر رکھی ہیں اُن میں سے ایک چراگاہ ''رَبَذَہْ'' کے قریب ہے، حضرت هُنَی اِس کے نگرانِ اَعلیٰ ہیں، قحط کا زمانہ ہے بارش نہیں ہوئی مویشی کو چارہ نہیں ملتا، آس پاس کے مویشی سرکاری چراگاہ میں بھی چلے آتے ہیں۔ ضابطے کے اِعتبار سے اُن کو پکڑنا چاہیے مالکوں کو تنبیہ کرنی چاہیے مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت هُنَی کو ہدایت فرما رہے ہیں :

''اپنے بازو لوگوں سے سمیٹے رکھو (کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرو) مظلوم کی بددُعا سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ قبول ہوتی ہے۔''

بقولِ شیخ سعدیؒ ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن

اَجابت از دَرِ حق بہر اِستقبال مے آید[1]

جن کے پاس اُونٹوں یا بکریوں کے چھوٹے چھوٹے گلّے ہیں اُن کے جانوروں کو مت روکو اُن کو آنے دو اور دیکھو هُنَی، عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہما) جیسے دولت مندوں کے کسی ایک اُونٹ کو بھی اَندر نہ آنے دو، سختی سے روک دو (اِن حضرات کے پاس اُونٹوں کے علاوہ اور بھی ذرائع ہیں) اگر اِن کے اُونٹ مر بھی جائیں تو اِن کے باغ ہیں کھیت ہیں (اِن سے معاشی ضرورتیں پوری کریں گے) لیکن اگر اِن غریب آدمیوں کے مویشی مر جائیں گے تو یہ میرے پاس پکارتے ہوئے آئیں گے یا اَمیرالمومنین ! یا اَمیرالمومنین ! لَا اَبَا لَکَ تیرا باپ مرے....... اے هُنَی ! کیا میں اِن غریبوں کو چھوڑ سکتا ہوں ! (مجھے اِن کی ضرورتیں پوری کرنی ہوں گی اور نقد رقم خرچ کرنی پڑے گی) اب تم ہی بتاؤ (سستا سودا کیا ہے) گھاس سستی ہے (جس کو اِن کے مویشی چریں گے) یا سونا چاندی ؟ ؟

[1] مظلوموں کی آہ سے ڈر (کیونکہ اِن کی بددُعا کے وقت) قبولیت اللہ کی بارگاہ سے اِستقبال کے لیے آتی ہے۔

اور دیکھو (اِس کا ہمیشہ خیال رکھو) یہ زمینیں (جن کو ہم نے بحقِ حکومت محفوظ کرلیا ہے) اُن ہی کی زمینیں ہیں جو یہاں کے قدیم باشندے ہیں، اِسلام سے پہلے حملہ آوروں سے لڑکر مقابلہ کر کے اُنہوں نے اپنی اِن زمینوں کو محفوظ رکھا، اِسلام کا دور آیا تو اپنی اِن زمینوں کی حفاظت کرتے ہوئے دائرۂ اِسلام میں داخل ہو گئے، اُن کے ذہن یہ سوچ سکتے ہیں کہ ہم نے اُن پر ظلم کیا ہے (کہ اُن کی زمینیں بحقِ خلافت ضبط کرلیں اور اُن کا ''حِمٰی'' بنالیا) اور حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ اُونٹ نہ ہوتے جن پر جہاد فی سبیل اللہ کے لیے سامان لادا جاتا ہے تو میں کسی ایک کی بالشت بھر زمین بھی ضبط نہ کرتا۔[1]

اِسی سلسلہ میں ایک اعرابی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور بڑے جوش سے تقریر کرنے لگا :

''یہ آبادیاں اور یہ زمینیں ہماری ہیں، زمانہ اِسلام سے پہلے ہم نے جان کی بازی لگا کر اِن کی حفاظت کی پھر ہم اِسلام سے مشرف ہو گئے تب بھی ہم اِن کی حفاظت کرتے رہے، آپ کو کیا حق ہے کہ (اِن کو ضبط کرلیں) اور حِمٰی بنالیں۔''

اعرابی بڑے جوش سے تقریر کر رہا تھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گردن جھکائے ہوئے تھے سانس پھول رہا تھا اور اپنی مونچھ مروڑ رہے تھے۔ یہی عادت تھی کہ پریشانی اور گہرے غور وفکر کے وقت سانس پھول جاتا تھا اور مونچھ کو (مَیٹھنے لگتے تھے)۔ اعرابی نے اپنا اِعتراض بار بار دہرایا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سر اُٹھایا اور فرمایا :

اَلْبِلَادُ بِلَادُ اللّٰہِ (وفی روایة وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰہِ وَالْمَالُ مَالُ اللّٰہِ) وَنَحْمِیْ لِنَعَمِ مَالِ اللّٰہِ یُحْمَلُ عَلَیْھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ لَا مَا اَحْمِلُ عَلَیْہِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا حَمَیْتُ مِنَ الْاَرْضِ شِبْرًا فِیْ شِبْرٍ.[2]

---

[1] بخاری شریف ص ۴۳۰

[2] کتاب الاموال لابی عبید فقرہ ۷۴۰، ۷۴۱ ص ۲۹۹ و اِبن سعد بحوالہ فتح الباری ج ۶ ص ۱۳۳

''ملک اللہ کا ہے، اِنسان اللہ کے ہیں، مال اللہ کا ہے، یہ اُونٹ اللہ کے ہیں (جن کے لیے یہ چراگاہ بنائی گئی ہے) وہ مال جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ہے جو اِن پر لادا جاتا ہے، اگر یہ مال نہ ہوتا اور اِس کو لادنے کے لیے اُونٹوں کی ضرورت نہ ہوتی تو خدا کی قسم میں کسی کی ایک مربع بالشت زمین بھی ضبط نہ کرتا۔''

وہاں سب کچھ اللہ کے لیے تھا ، یہاں سب کچھ پیٹ کے لیے۔ (معاذ اللہ!)

دُوسرا فرق یہ ہے کہ دورِ حاضر میں تیل اور پٹرول وغیرہ نے وہ اہمیت حاصل کر لی جو اُس زمانے میں اُونٹ گھوڑے اور گھاس کو حاصل تھی۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اُس وقت زمینوں کو بیت المال کے تصرف میں لے کر'' حِمٰی '' بنایا گیا، اب کانوں اور چشموں اور دیگر جنگی ضرورتوں کی چیزوں کو بیت المال کے تصرف میں لیا جا سکتا ہے اور قومی مِلک بنایا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وفیات

۳ر مئی کو حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب کے برادرِ نسبتی حافظ سیّد محمد عامر صاحب بوجہ ہارٹ اٹیک دہلی میں وفات پا گئے۔

۳ر مئی کو جناب حاجی فرمان صاحب طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔ اہلِ اِدارہ جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

﴿ سلسلہ نمبر : ۲ ﴾

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے حضرتؒ کے متوسلین وخدام سے اِلتماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عندالناس مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔(اِدارہ)

ذکراللہ اور وصول اِلی اللہ کی صورتیں

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنیؒ ﴾

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ کو بانسکنڈی میں ذاکر وشاغل مریدوں کو خلافت واِجازتِ بیعت عطا فرماتے ہوئے یہ تقریر اِرشاد فرمائی، یہ چند جواہر پارے راہ روانِ سلوک کے لیے مشعلِ راہ ہیں سلوک وطریقت کے متعلق بہت سے شکوک وشبہات کا اِن سے قلع قمع ہوجاتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ !

میں سلوک وتصوف کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر ضعف کی وجہ سے آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ''اِحسان'' کی بہت تعریف کی ہے :

﴿اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ ﴿اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْھُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِھِمْ﴾ ﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ﴾ ﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾

اور بہت سی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اِحسان اور محسنین کی تعریف فرمائی ہے جس سے اِحسان کا مقصود ومطلوب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اِس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

جنابِ سرکارِ دوعالم ﷺ سے ''اِسلام اِیمان اور اِحسان'' کا سوال کیا ہے۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِحسان کی تعریف فرمائی ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اِحسان یہ ہے کہ عبادت کی حالت میں خیال ایسا ہو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ غلام جب اپنے آقا کو دیکھ کر کام کرتا ہے تو خشوع و خضوع کی کوئی حالت نہیں چھوڑتا جس کو اپنے اَندر پیدا نہ کر لیتا ہو، یہی حالت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہونی چاہیے اِسی کا نام ''اِحسان'' ہے، اِسی اِحسان کو حاصل کرنے کے لیے تصوف کے تمام کام کیے جاتے ہیں، ہم عبادت کرتے ہیں تو زبان پر فاتحہ شریف اور کلام اللہ ہوتا ہے اور دل تجارت، اہل و عیال اور دُنیاوی ضرورتوں میں لگا رہتا ہے، یہ تو اِحسان نہ ہوا یہ تو غفلت ہوئی۔ اِحسان تو اِس طرح ہونا چاہیے جس طرح مالک کے رُوبرو غلام رہتا ہے یہ ''اِحسان'' حاصل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اِسے حاصل کرنے کے لیے جو کام کیے جاتے ہیں اُسے ''سلوک'' کہتے ہیں۔

دو اہم چیزیں :

حضراتِ صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں دو چیزیں مقصود ہوتی تھیں :

ایک حضور مع اللہ اِسی کو ''اِحسان'' کہتے ہیں۔

دُوسری شکل و صورت اَخلاق و عادات جنابِ رسول اللہ ﷺ کی سی ہو جائیں۔

متقدمین کا طریقہ :

متقدمین اَخلاق و عادات کے درست کرنے کو مقدم رکھتے تھے جس سے اِنسان کے دل سے ریا، سُمعہ، کبر و بغض وغیرہ کو دُور کیا کرتے تھے، اِس میں سالہا سال لگ جاتے تھے اُس کے بعد حضور مع اللہ کی تعلیم دیا کرتے تھے اِس میں عمریں لگ جاتی تھیں اور بسا اَوقات حضور حاصل ہونے سے پہلے سالک کی زندگی ختم ہو جاتی تھی۔

متاخرین کا طریقہ :

متاخرین نے اِحسان یعنی حضور کو مقدم رکھا ہے اِسی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اِس کے ساتھ ساتھ اَخلاق کی درستگی کی بھی کوشش ہوتی رہتی ہے اور خود حضور کی کیفیت سے آہستہ آہستہ اَخلاق کی اِصلاح

ہوتی چلی جائے گی ، اِن ہی کوششوں کا نام اب ''سلوک و تصوف'' پڑ گیا ہے۔

صحابہؓ نے چلہ کشی کیوں نہ کی ؟

دورِ صحابہ میں اِحسان کی کیفیت جناب ِرسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صرف صحبت کی برکت سے حاصل ہوجاتی تھی ،آپ کے اَنوار سے دل کی گندگی دُور ہوجاتی تھی اور ''حضور'' حاصل ہوجاتا تھا لیکن زمانہ جیسے جیسے گزرتا گیا محنت اور ریاضت کی ضرورت بڑھتی گئی ، غیر اللہ کا تعلق اور دُنیا کی محبت کی وجہ سے جو میل کچیل دل میں بڑھ گیا اُسے دُور کرنا پڑا ، جناب ِرسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے : لِكُلِّ شَیْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ ہر چیز کے صاف کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ضرور ہوتی ہے جس سے اُس کی گندگی اور زنگ دُور کیا جاتا ہے اور دلوں کی صفائی کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

سلوک و تصوف :

اِس ذکر سے دل کی صفائی کا جو کام کیا جاتا ہے اُس سے حضور حاصل ہوجاتا ہے اور اُس کا نام ''سلوک'' ہے۔ اِس کے لیے مختلف طریقے اِختیار کیے گئے ہیں

''نقشبندیہ'' کے یہاں ذکر آہستہ آہستہ ہے

''قادریہ'' اور ''چشتیہ'' کے یہاں ذکر بالجہر ہے (ذکر جہری سے دل بہت جلد صاف ہوجاتا ہے)

''سہروردیہ'' کے یہاں وظائف و نوافل بہت ہیں

''شاذلیہ'' دُرود شریف کی بہت کثرت پر زور دیتے ہیں

مگر آخر میں سب ایک جگہ آکر جمع ہوجاتے ہیں اور وہ ہے مراقبہ ذاتِ باری کا یعنی حضور و اِحسان حاصل ہوجائے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ .

بہر حال دل کی صفائی کے جو طریقے ہیں وہی سلوک ہیں ، سلوک و تصوف کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ حصول اِحسان کا نام ہے جسے قرآنِ مجید میں بار بار کہا گیا ہے ، مشائخ کے نزدیک اِحسان کا کم اَز کم مرتبہ ''ملکہ یاد داشت'' ہے یعنی دل میں ایسی قوت اور اِتنا رُسوخ پیدا ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوسکے ، اِس کے بھی مراتب ہیں بعض اِس درجہ ترقی کر جاتے کہ کسی وقت اُس کی یاد سے غافل نہیں

ہوتے، سوتے جاگتے چلتے پھرتے ہر حال میں یاد رکھتے ہیں ﴿لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ﴾

جنابِ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے ایسی ''یاد'' حاصل ہو جاتی تھی کہ کہیں رہیں دُنیا کے کسی کاروبار میں مشغول ہوں اُس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ ''یاد'' دو طرح کی ہوتی ہے :

ایک لفظ اللہ اللہ یعنی ''اِسم ذات'' کی یاد لفظ اللہ، الرحمٰن وغیرہ اِسم ہے، یہ کم مرتبہ کا ذکر ہے۔

دُوسرا ذکر ''مسمّٰی'' کا ذکر ہے، ''مسمّٰی'' ذاتِ مقدسہ ہے جو رازق ہے، جس نے آسمان و زمین پیدا کیا ہے، ذات اور مسمّٰی کا ذکر اصلی اور اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے جو بہت محنت سے حاصل ہوتا ہے۔

اِجازت کب دینی چاہیے :

جب قلب میں اِس کا رُسوخ پیدا ہو جاتا ہے تو اِسے ''ملکہ یادداشت'' کہتے ہیں اِس کے بعد ذکر سے غفلت نہیں ہوتی، جب یہ ملکہ یادداشت کسی اللہ کے بندے میں پیدا ہو جاتا ہے تو اُسے اِجازت دے دی جاتی ہے، میں آج مندرجہ فہرست ۱۶ بنگال و آسام کے، ایک بخاری صاحب اور ۸ بہار کے لوگوں کو اِجازت دیتا ہوں جنہوں نے محنت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے مگر اِس سے آدمی میں کبر اور گھمنڈ نہیں پیدا ہونا چاہیے، عبادت میں ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیے جتنا بھی آگے بڑھیں گے اُتنا ہی ڈرنا ضروری ہوگا ﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اُس کی رحمت مانگنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت پیدا ہونی چاہیے جنابِ رسول اللہ ﷺ اِنتہائی تقدس کے باوجود سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھایا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رات کے وقت تہجد پڑھتے میں آقائے نامدار ﷺ کے سینے سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہانڈی کے پکنے سے آتی ہے اِس طرح حضور ﷺ راتوں کو رویا کرتے تھے۔ کسی وقت مطمئن نہیں ہونا چاہیے، ہر وقت ڈرنا چاہیے جب تک اِیمان پر خاتمہ نہ ہو جائے، کسی کو حقارت سے نہ دیکھے سب سے مِل جل کر رہے محبت کے ساتھ رہے، جنابِ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے، یادِ باری تعالیٰ سے غافل نہ ہو۔ ✿ ✿ ✿

قسط :۲

فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت

﴿حضرت مولانا محمد اِدریس صاحب اَنصاری رحمۃ اللہ علیہ﴾

مال کی قربانی :

(۱) دُنیا میں جان کے بعد مال ہی کا درجہ ہے اِنسان جو کچھ کرتا ہے اِسی کی خاطر کرتا ہے لیکن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اِقرار کرنے والے اِس کو بھی ہیچ سمجھتے تھے چنانچہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کا اِرادہ فرمایا اور کفارِ قریش کو آپ کی ہجرت کا علم ہوا تو یہ لوگ آپ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے جب تم مکہ میں آئے تھے اُس وقت فقیر تھے اور کوئی تم کو پوچھتا بھی نہ تھا تم ذلیل بے عزت تھے کوئی تم کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا اب تم نے جتنی دولت جمع کی وہ ہمارے ہی اَندر رہ کر کمائی ہے اور ہمارے اَندر رہ کر جو تم نے مال کمایا ہے اُسی کے باعث تمہاری عزت بھی بنی ہے اب تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے مال و جان دونوں کو ہم سے صحیح سالم بچا کر لے جاؤ تو خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوسکتا، اِس پر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا بتلاؤ تمہارا منشاء کیا ہے اگر میں تمام اپنی کمائی ہوئی دولت تمہارے حوالے کر دُوں اور تم کو اُس کا مالک اور مختار بنا دُوں پھر تو تم کو میرے جانے کا اِعتراض نہ ہوگا ؟ کفارِ قریش نے کہا ہاں پھر ہم کو کوئی اِعتراض نہیں، اِس پر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ میں نے اپنا تمام مال تم کو دیا پھر اِن کو اپنے ساتھ لے گئے اور مکہ کے اَندر کسی مقام پر لے جا کر فرمایا کہ یہاں سے کھودو، اُنہوں نے کھودا تو وہاں سے اُن کا خزانہ مدفون تھا جب سب کچھ نکل آیا تو یہ تمام اُن کے حوالے کیا اور ایک عورت کا پتہ بتلایا کہ میرے زیورات اُس کے پاس اَمانت رکھے ہیں وہ بھی میں نے تم کو دیے تم وہاں سے لاکر اپنے اَخراجات میں جس طرح چاہو اُنہیں صرف کر دینا۔

اِس کے بعد حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کا راستہ اِختیار کیا اور قبا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ جا ملے، حضور علیہ ﷺ نے فرمایا یَا اَبَا یَحْیٰی رَبِحَ الْبَیْعُ اے اَبو یحیٰ ! تمہاری تجارت کامیاب رہی ؟ حضرت صہیبؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! مجھ سے پہلے آپ کے پاس ابھی تک کوئی نہیں پہنچا جو آپ کو اِس کی خبر دیتا معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو میری خبر پہنچائی ہے۔(تفسیر اِبن کثیرؒ ص ۱۷۴)

(۲) حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل کے ذمہ میرا قرضہ تھا میں اپنے قرضہ کا تقاضا کرنے اُس کے پاس گیا اور اُس سے اپنی رقم مانگی تو عاص نے جواب دیا خدا کی قسم میں تیری رقم جب تک نہیں دُوں گا جب تک تو محمد (ﷺ) کی رسالت کا اِنکار نہ کرے گا، اِس پر حضرت خبابؓ نے فرمایا خدا کی قسم ! محمد ﷺ کی رسالت کا تو میں اُس وقت بھی اِنکار نہ کروں گا جبکہ تو میرے سامنے مرکر دوبارہ زندہ ہو جائے۔(بخاری شریف)

یہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں تنگ آکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے اور چونکہ مشرکین نے ہم کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائی تھیں میں نے حضور ﷺ کی خدمت عرض کیا کہ حضور آپ اِن لوگوں کے حق میں بددُعا کیوں نہیں فرماتے، اِس پر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور غصہ کی وجہ سے آپ کا چہرۂ اَنور سُرخ ہوگیا آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے جسموں پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں اور اُن کا گوشت اور پٹھے اُن کنگھیوں سے چھیل دیے جاتے تھے اور چھیلتے چھیلتے ہڈیاں نکل آتی تھیں تب اُن کو چھوڑ دیتے تھے لیکن وہ لوگ پھر بھی اپنے دین کو نہیں چھوڑتے تھے اور اُن لوگوں کے سروں پر آرے چلا کر اُن کے بیچ سے دو حصے کر دیے جاتے تھے اور پھر بھی وہ اپنے دین پر قائم رہتے تھے۔[1]

(۳) حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ رات کے وقت مکہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے، اُمیہ بن خلف کے مکان سے گزرے تو وہاں آہ وزاری کی آواز آپ کے کان میں پڑی کیونکہ آپ قدرتی طور سے رحمدل واقع ہوئے تھے آپ کھڑے ہوگئے اور لوگوں سے دریافت کیا یہ آواز کیسی ہے ؟ لوگوں

[1] اَلبدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۵۹

نے کہا اُمیہ کا ایک غلام ہے جس کا نام بلال ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے، اُس کے مالک نے اُس کو بہت سمجھایا کہ تو اِس دین کو چھوڑ دے لیکن اُس نے نہ مانا آخر اُس کا مالک اُس کو یہ سزا دیتا ہے کہ دن چڑھتے ہی اُس کے بدن میں کیکر کے کانٹے چبھواتا ہے اور جب دو پہر ہو جاتی ہے تو دھوپ میں اُس کو تپتی ہوئی زمین پر چت لٹا کر سر سے پاؤں تک اُس کے بدن پر گرم گرم پتھر رکھوا دیتا ہے اور پھر اُس کے چاروں طرف آگ جلوا دیتا ہے تاکہ دھوپ کی گرمی اور آگ کی گرمی کی وجہ سے اُس کو زیادہ تکلیف پہنچے اور رات کے وقت اپنے مکان میں بند کر کے اپنے غلاموں کو کہہ دیتا ہے کہ تمام رات باری باری سے اِس کو مارا کرو، تو اَب رات ہو گئی ہے اور بلال کو سزا مل رہی ہے اور جو کچھ آپ سن رہے ہیں اُسی مظلوم غلام کے رونے کی آواز ہے۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اِس سارے قصے کو سن کر نہایت ہی دلگیر ہوئے اور اپنے مکان پر واپس آ گئے، صبح ہوتے ہی اُمیہ کے مکان پر پہنچے اور اُس سے کہا بھلے آدمی خدا سے ڈر اور اِس غلام پر اِتنا ظلم نہ کر، آخر اِس کی خطا کیا ہے ؟ اے اُمیہ ! اِس غلام کو غنیمت جان اور اِس کے ساتھ اِحسان کر تاکہ آخرت میں تیرے کام آئے، اُمیہ نے کہا جاؤ ہم تمہاری آخرت کو نہیں مانتے اور کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ دین سچا دین ہے اور بالفرض اگر سچا بھی ہے تو میرے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں جو میں آخرت کی موہوم (بغیر دیکھی) نعمتوں پر فریفتہ ہو جاؤں۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اُس کو دوبارہ پھر سمجھایا اور نصیحت کی کہ میرا کہا مان لے اور اِس بے چارے مسکین پر رحم کر، تب اُمیہ نے کہا اگر تم اِس پر ترس کھاتے ہو تو تم بھی مالدار ہو اور آخرت پر تم اِعتقاد بھی رکھتے ہو ثواب کماؤ اور اِس غلام کو مجھ سے خرید لو۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا تو یہ پہلے منشاء تھا آپ نے یہ بات سن کر فرمایا ہاں میں اِس کے خریدنے کو تیار ہوں بول کیا مانگتا ہے تو جو بھی مانگتا ہے تو جو بھی مانگے گا وہ میں تجھ کو اِس کی قیمت میں اَدا کروں گا۔ اُمیہ نے کہا میاں جاؤ بھی تم اِس کو کیا خریدو گے۔ حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو مانگ کر تو دیکھ جو کچھ تو مانگے میں اَدا کروں گا اور میں ہر طرح تیار ہوں۔ اُمیہ نے کہا اچھا اگر تم اِس کو خریدنا چاہتے ہو تو اپنے غلام نسطاس رُومی کو اِس کے بدلہ میں دے دو اور نسطاس حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ

کا مانا ہوا نہایت سمجھ دار غلام تھا، تجارت میں اِس کے برابر مکہ میں کوئی غلام بھی ہوشیار اور تجربہ کار نہ تھا مزید برآں اُس کے پاس دو ہزار اَشرفیاں بھی نقد جمع تھیں۔

حضرت صدیق ِاکبر رضی اللہ عنہ نے اِس سودے کو بخوشی منظور فرمالیا اور تقریبًا سیر دو سیر چاندی اپنی طرف سے دینی کی اور اِس قیمت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کی تمام تکلیفوں اور اپنے خریدنے کی کیفیت آپ کی خدمت میں مفصل بیان کی اور اِس کے بعد عرض کیا کہ آپ گواہ رہنا میں نے اللہ کو خوش کرنے کے واسطے بلال ؓ کو آزاد کردیا آپ نہایت ہی خوش ہوئے۔

اِسی طرح آپ نے سات غلاموں کو جو اِسلام کی وجہ سے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھا رہے تھے خرید کر محض خدا کے خوش کرنے کو آزاد کردیا اور تمام سرمایہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کے بعد اپنا نہ سمجھا۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اَبو بکر رضی اللہ عنہ جب ہجرت کے لیے حضور ﷺ کے ساتھ تشریف لے گئے تو یہ تمام اَخراجات کرنے بعد اُن کے پاس چالیس ہزار کی رقم موجود تھی جو حضور ﷺ پر اور آپ کے فرمانے کے بموجب ہجرت کے بعد چند عرصہ میں کل کا کل محض اللہ کو خوش کرنے کے لیے خرچ کردیا اور جس وقت حضرت اَبو بکر رضی اللہ عنہ کا تمام مال حضور ﷺ کے فرمانے کے مطابق خرچ ہوگیا تو آپ بالکل فقیر رہ گئے اور آپ کے پاس بدن کے کپڑے تک نہ رہے تب ایک روز ایک کملی کو کُرتے کی طرح گلے میں ڈال کر حضور ﷺ کے پاس آئے، یہ کملی جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی اور کانٹوں سے اِس کو گونتھ کر بدن پر پہن رکھا تھا۔ ابھی آپ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ یکا یک جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اَبو بکر رضی اللہ عنہ تو بڑے مالدار تھے، کیا اُن کے پاس کوئی کُرتہ بھی نہ رہا جو اِس حال میں آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں ؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنہوں نے اپنا تمام مال مجھ پر اور میرے کہنے پر خرچ کردیا اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے اَبو بکر کو سلام فرمایا اور پوچھا ہے کہ کیا اَبو بکر مجھ سے اِس تنگی اور فقیری کی حالت میں بھی اُسی طرح راضی ہے جس طرح پہلے راضی تھا ؟ حضرت اَبو بکر ؓ

جبرئیل علیہ السلام کی یہ بات سن کر بے خود ہو گئے اُن کی زبان پر بے اِختیار یہ کلمہ جاری ہوا اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ، اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ میں اپنے رب سے ہر حال میں راضی ہوں، میں اپنے رب سے اب بھی راضی ہوں۔ اِس سے زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو سورۃ اللیل کی تفسیر میں مطالعہ فرمائیں۔

(۴) ایک مرتبہ حضور ﷺ نے غریب مسلمانوں کی فاقہ کشی دُور کرنے واسطے مسلمانوں میں چندہ کی تحریک فرمائی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے اَندر جھاڑ و دے کر جو کچھ آپ کے گھر میں تھا سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لائے اور کیا گھر میں چھوڑا ؟ عرض کیا گھر میں صرف اللہ کا نام چھوڑا اور اُس کے سوا کچھ نہیں چھوڑا جو کچھ تھا وہ سب جھاڑ و دے کر لے آیا ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار اَشرفیاں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دس ہزار اَشرفیاں لے کر حاضر ہوئے، عاصم بن عجلان رضی اللہ عنہ سو وسق کھجوریں لے کر حاضر ہوئے، ایک مسکین صحابی جن کے پاس کچھ نہ تھا رات بھر ایک زمیندار کے کھیت میں مزدُوری کی اور سیر ڈیڑھ سیر کھجوریں لے کر چندہ دینے کے لیے حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ حضور ﷺ میرے پاس کچھ نہ تھا لیکن آپ کی تعمیل اور اِرشاد میں اور شوقِ ثواب میں، مزدُوری کر کے یہ حقیر چندہ پیش کرتا ہوں اِس کو قبول فرما لیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے نہایت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا۔ (تفسیر دُرِّ منثور)

(۵) ایک مرتبہ حضرت اِبن عمرؓ بیمار ہوئے اور بحالتِ مرض آپ کے دل نے اَنگور کھانے کی فرمائش کی، اُن کی بیوی نے ایک درہم کے اَنگور بازار سے منگائے، راستہ میں ایک مسکین پیچھے لگ گیا اِدھر اَنگور حضرت اِبن عمرؓ کے سامنے رکھے گئے اُدھر سائل نے سوال کیا، سائل کی آواز سنتے ہی حضرت اِبن عمرؓ نے وہ تمام اَنگور سائل کو دے دیے، بیوی نے دوبارہ خادم کو ایک درہم دے کر اَنگور منگائے تو وہی سائل دُوسری مرتبہ آ کر سوال کرنے لگا، آپ نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سائل کی آواز کان میں پہنچی، اَنگوروں کے اُوپر سے فوراً ہاتھ اُٹھا لیے اور بے قرار ہو کر فرمایا دیکھو سائل آیا سائل

آیا اور دوبارہ پھر تمام کے تمام اَنگور اُٹھا کر سائل کو دے دیے، تیسری مرتبہ آپ کی بیوی نے پھر اَنگوروں کے واسطے خادم کو پیسے دیے اور نہایت خوشامد کے ساتھ سائل سے کہا کہ آپ کی مہربانی ہوگی اَب کی مرتبہ آپ تشریف نہ لائیں کیونکہ میرے شوہر بیمار ہیں اور اُن کی طبیعت اَنگوروں کو بہت چاہ رہی ہے، تیسری مرتبہ وہ سائل نہ آیا تب اِبن عمرؓ نے وہ اَنگور کھائے۔ اگر اِس دفعہ بھی سائل آجاتا تو اِبن عمرؓ اِس بار بھی اَنگور نہ کھاتے۔ (تفسیر اِبن کثیر جلد اَوّل تفسیر ﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾)

(۶) یہی حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہ جب بیماری سے تندرست ہوئے تو اپنے شاگردوں سے مچھلی کے کباب کی فرمائش کی، لوگ فورًا مچھلی بھون کر لے آئے جس وقت بھنی ہوئی مچھلی آپ کے سامنے رکھی گئی سائل نے دروازے پر آکر آواز دی ''اللہ کے واسطے جو کچھ ہو دے دو'' اِبن عمرؓ نے نافعؒ سے فرمایا بجنسہٖ یہ ساری مچھلی سائل کو دے دو۔ غلام نے ساری مچھلی سائل کو دے دی، لوگوں عرض کیا یہ تو آپ کی خواہش کی چیز تھی آپ نے کیوں تناول نہ فرمائی یہ ساری ہی خیرات کر دی کچھ تو اپنے لیے رکھ لیتے، فرمایا کہ رب العالمین فرماتا ہے ﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ یعنی تم نجات اور فلاح کو ہرگز نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنے دل کی پیاری اور چاہتی ہوئی چیزوں کو خدا کے واسطے خرچ نہ کرو گے۔ اِبن عمرؓ نے کہا اے لوگو ! سب سے زیادہ میرے دل کی چاہتی چیز یہی مچھلی تھی جو میں نے خدا کے راستہ میں خرچ کر دی۔ (تفسیر اِبن کثیرؒ جلد اَوّل و حلیۃ الاولیاء ج ۱)

(۷) مدینہ منورہ میں ایک دفعہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تجارتی منافع تقریبًا تین سو اُونٹوں پر لد کر آیا تو تمام مدینہ میں اِس کا شور ہو گیا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اِس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے عبدالرحمن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں سچ فرمایا تھا کسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کان میں بھی پہنچ گئی اُسی وقت دوڑتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے اُم المومنینؓ ! فرمائیے حضور ﷺ نے میری بابت کیا اِرشاد فرمایا تھا ؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میرے سب صحابہ جنت میں داخل ہو جائیں اور عبدالرحمن بن

عوفؓ مال کی کثرت کے سبب آخر میں گھسٹتے گھسٹتے جنت میں پہنچیں گے، اِس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ اے اُم المومنین ! تم گواہ رہنا کہ میں نے سب مال اُونٹوں سمیت اللہ کے واسطے دے دیا اور لانے والے تمام غلام آزاد کیے تاکہ اِن کی بدولت میں جنت میں آسانی سے پہنچا جاؤں (کیمیائے سعادت اِمام غزالیؒ و تاریخ صحابہ حالات حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ)

(۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اَشرفیوں کی دو تھیلیاں روانہ کیں جن کی کل تعداد ایک لاکھ اَسی ہزار تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے طباق منگا کر سارے محلّہ میں وہ اَشرفیاں تقسیم کر دیں، آپ کی خادمہ حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ کئی روز سے گھر میں سالن نہیں پکا روزانہ روٹی بغیر گوشت کے کھائی جاری ہے کچھ پیسے دے دیجئے تاکہ بازار سے کچھ گوشت خرید لاؤں، آپ نے فرمایا اگر پہلے سے تم آتیں تو ضرور تجھے کچھ پیسے دے دیتی لیکن اب تو میرے پاس کچھ بھی نہیں بچا جو میں تجھے دے دُوں۔ (کیمیائے سعادت و حلیۃ الاولیاء)

(۹) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذمہ کچھ قرض تھا جب حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے اَسی ہزار اَشرفیاں حضرت حسنؓ کو دے دیں تاکہ وہ اپنا قرض اَدا کر دیں۔

(۱۰) اَمیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ایک روز رو رہے تھے لوگوں نے آپ سے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ آج سات روز سے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا اِس لیے رو رہا ہوں۔

(۱۱) حضرت یحیٰی بن زکریا علیہما السلام نے اِبلیس کو دیکھا فرمایا تو سب سے زیادہ دُشمنی کس کے ساتھ رکھتا ہے اور سب سے زیادہ دوستی کس کے ساتھ رکھتا ہے ؟ اِبلیس نے کہا بخیل عبادت گزار کو بہت چاہتا ہوں اور اُس سے زیادہ دوستی رکھتا ہوں کہ وہ بیچارہ دن رات عبادت میں جان مارتا ہے اور بخیلی اُس کی تمام عبادتوں کو کھو دیتی ہے اور فاسق سخی کو زیادہ دُشمن رکھتا ہوں کہ وہ خوب کھاتا ہے اور خوب مزے اُڑاتا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اُس کی سخاوت کے ساتھ اُس پر رحم نہ کر دے اور مرتے وقت اُس کو توبہ کی توفیق نہ دے دے۔ (کیمیائے سعادت)

اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مال کا ایک حجاب ہے جو کہ دل کو اپنی طرف مشغول رکھتا

ہے اور جب تک دل ہر طرح سے فارغ نہ ہو آدمی صراطِ مستقیم پر نہیں چل سکتا اِس لیے صراطِ مستقیم پر چلنے کی خواہش رکھنے والے کو لازم ہے کہ اپنے پاس سے قدرِ حاجت کے سوا باقی مال کو اُٹھا دے اور اپنے پاس سے دُور کردے کیونکہ ضورت کے مقدار مال رکھنا مشغولیت میں داخل نہیں اور جو شخص ایسا ہے کہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا اور خدا کے واسطے ہی محنت کرتا ہے تو اُس کی راہ طے ہو جائے گی۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دُنیا اور جو کچھ اُس میں ہے وہ سب ملعون ہے مگر وہ ملعون نہیں جو اِس میں خدا تعالیٰ کے لیے ہو۔[1]

(۱۲) حضرت اُویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ دُنیا سے اِس قدر بیزار تھے کہ اُن کی قوم اُن کو دیوانہ سمجھتی تھی، فجر کی نماز کے لیے اَوّل وقت باہر نکلتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد آتے، راستہ سے چھواروں کی گٹھلیاں اُٹھا کر کوٹ کر کھایا کرتے تھے اور اُن کے کپڑوں کا یہ حال تھا کہ کوڑی پر سے چیتھڑے اُٹھا لیتے اور اُن کو دھو کر اور سی کر پہن لیتے تھے، لڑکے اُن پر پتھر پھینکتے تو آپ فرماتے کہ چھوٹے چھوٹے پتھر مارا کرو تاکہ طہارت ختم نہ ہو اور نماز سے نہ رُک جاؤں۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جس نے مال کو دوست اور محبوب رکھا حق تعالیٰ نے اُس کو ذلیل کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک درہم ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ تو وہ چیز ہے جب تک تو میرے ہاتھ سے نہ نکلے مجھے فائدہ نہ دے۔

حضرت یحیٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روپیہ پیسہ بچھو ہیں اِن کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تک اِن کا منتر نہ سیکھو ورنہ اُس کا زہر تمہیں ہلاک کردے گا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اِس کا منتر کیا ہے ؟ فرمایا حلال آمدنی اور ضروری خرچ۔ (جاری ہے)

---

[1] صحیح حدیث میں ہے : اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ.

فضلاء درس نظامی کے لیے خوشخبری

بحمد اللہ
جامعہ مدنیہ جدید
رائیونڈ روڈ لاہور

زیر سرپرستی
شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہ
مدیر جامعہ مدنیہ جدید

میں دو سالہ

تخصص فی علوم الحدیث و اصول الفقہ

کا اجراء کیا جارہا ہے

زیر نگرانی
حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید لاہور

زیر نگرانی
حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ جدید

مدرس
مولانا محمد محسن گلزار صاحب
تخصص فی علوم الحدیث جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
تخصص فی علوم الحدیث و اصول الفقہ
مرکز الدعوۃ الاسلامیہ ڈھاکہ بنگلہ دیش

۱۵ شوال المکرم ۱۴۳۷ھ
سے داخلے شروع ہوں گے (ان شاء اللہ)

وفاق المدارس کے تحت ممتاز فضلاء کو ترجیح دی جائے گی

تخصص فی علوم الحدیث و اصول الفقہ میں دو سال میں مندرجہ ذیل عناوین پر دروس و تمارین ہوں گی

علوم الحدیث میں

(۱) مصطلحات الحدیث (۲) علل الحدیث
(۳) تخریج الحدیث (۴) فقہ الحدیث
(۵) حجیۃ الحدیث (۶) تدوین الحدیث
(۷) الجرح والتعدیل (۸) دراسۃ الاسانید
(۹) مناہج المحدثین فی نقد الحدیث
(۱۰) مناہج الفقہاء فی نقد الحدیث

اصول الفقہ میں

(۱) مصطلحات الفقہ واصولہ (۲) مقاصد الشریعۃ
(۳) القواعد الفقہیۃ (۴) اسرار الشریعۃ
(۵) ادب القضاء (۶) اصول الافتاء
(۷) قواعد التفسیر (۸) مدارک الفقہاء فی الاجتہاد
(۹) تاریخ الفقہ والفقہاء للمذاہب الاربعۃ
(۱۰) الفروق الفقہیۃ

جاری کردہ : دفترِ تعلیمات جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

رمضان اور قرآن

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

❁ ❁ ❁

''رمضان'' قرآنِ کریم کی بہار کا مہینہ ہے اِس مہینہ میں ہر جگہ قرآن کی رونق نظر آتی ہے ہر جگہ قرآن کا چرچہ ہوتا ہے ہر جگہ قرآن پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے کا سلسلہ ہوتا ہے اِس مناسبت سے ہم اِس بار اُس سلسلے کو جوڑنے کی کوشش کریں گے جو کئی سالوں سے منقطع ہو چکا تھا۔

كَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ :

مذکورہ عنوان ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا تعلق فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس سے ہے، اِس کا مطلب یہ ہے کہ ''فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کتاب اللہ کے (اَحکام کے) سامنے سب سے زیادہ گردن ڈال دینے والے تھے۔''

اِس حقیقت کا اِظہار اُن واقعات سے ہوتا ہے جو آپ کی زندگی میں آپ کے دورِ خلافت میں پیش آئے، چند واقعات نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں :

''حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عیینہ بن حصن مدینہ طیبہ آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس (رضی اللہ عنہ) کا مہمان ہوا، حضرت حر بن قیس رضی اللہ عنہ اُن اہلِ علم حضرات میں سے تھے جو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلسِ مشاورت میں شریک ہوا کرتے تھے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ اپنی مجلسِ مشاورت میں اہلِ علم حضرات ہی کو شریک کیا کرتے تھے خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان، عیینہ نے اپنے بھتیجے حر بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اَمیر المومنین رضی اللہ عنہ کے مقرب ہو میرے لیے اُن سے ملاقات کا کوئی وقت لے لو، حر بن قیس رضی اللہ عنہ بولے ٹھیک ہے میں ضرور کوئی وقت لے لوں گا، حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے

عرض کیا کہ میرے چچا عیینہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں آپ نے اِجازت دے دی عیینہ نے آپ کی مجلس میں آکر اِنتہائی نامناسب اور غلط گفتگو کی، کہنے لگا کہ عمر آپ ہمیں ہمارا پورا حق بھی نہیں دیتے اور ہمارے ساتھ اِنصاف بھی نہیں کرتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اِس پر غصہ آگیا قریب تھا کہ آپ اُسے کوئی سزا دیتے فورًا حضرت حر بن قیس؄ بول اُٹھے کہ اَمیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ (آپ عفو ودرگزر سے کام لیا کریں نیکی کا حکم دیا کریں اور جاہلوں سے اِعراض کیا کریں) اور یہ شخص بھی جاہلین میں سے ہے، یہ آیت سنتے ہی فاروقِ اعظم؄ کا غصہ ختم ہوگیا اور اُسے کچھ نہیں کہا، آپ کی یہ عادت معروف تھی كَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ یعنی کتاب اللہ کے آگے گردن جھکا دیتے تھے۔'' [1]

(۲) علامہ اِبن جوزی رحمہ اللہ (م:۵۹۷ھ) فرماتے ہیں :

''حضرت مسروق؄ بن الاجدع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبرِ رسول ﷺ پر تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیا دورانِ خطبہ آپ نے فرمایا :

''لوگو ! یہ تمہارا خواتین کے گراں گراں مہر مقرر کرنا کیسا ہے (یعنی تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو ؟) جبکہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تو مہر کم مقرر کیا کرتے تھے، مہر کی مقدار چار سو درہم یا اِس سے بھی کم ہونی چاہیے، اگر مہر کا گراں قدر ہونا کوئی تقویٰ کی چیز ہوتی یا یہ کوئی عزت کی بات ہوتی تو لوگ اِس میں حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ؄ سے سبقت نہ لے جاتے لہٰذا اَب مجھے پتہ نہ چلے کہ کسی نے بیوی کا مہر چار سو درہم سے زیادہ مقرر کیا ہے

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ٦٦٩ باب قوله ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾

اِتنی بات کر کے آپ منبر شریف سے اُتر آئے، آپ واپس جا رہے تھے کہ راستے میں ایک قریشی عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اَمیر المومنین آپ نے لوگوں کو چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو کیا ہوا ؟ وہ کہنے لگی اَوَ مَا سَمِعْتَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فِی الْقُرْاٰنِ کیا آپ نے وہ حکم نہیں سنا جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اُتارا ہے ؟ آپ نے پوچھا وہ کیا حکم ہے ؟ وہ بولی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ اِرشاد نہیں سنا : ﴿وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا اَتَاْخُذُوْنَہٗ بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا﴾ اگر تم ایک بیوی کے بدلے دُوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور اُن میں سے ایک کو ڈھیر سارا مہر دے چکے ہو تو اِس میں سے کچھ واپس نہ لو، کیا تم بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے (مہر) واپس لوگے ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فوراً اللہ کے حضور میں عرض کیا کہ یا اللہ ! عمر کو معاف فرما، ہر آدمی (اپنے معاملہ میں) عمر سے زیادہ سمجھ دار ہے، پھر آپ راستے ہی سے واپس پلٹے، منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا لوگو ! میں نے تمہیں عورتوں کا مہر چار سو درہم سے زیادہ مقرر کرنے سے منع کیا تھا اب میں یہ حکم دیتا ہوں کہ جو شخص بھی خوش دلی کے ساتھ اپنے مال میں سے جتنا مال بھی مہر میں دینا چاہے وہ دے دیا کرے۔''[1]

(۳) حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

''(حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) ایک شب کو گشت کر رہے تھے، ایک گھر سے گانے کی آواز آئی پشت کی دیوار سے چڑھ کر آپ گھر کے اَندر گئے تو دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے پاس ایک عورت بھی بیٹھی ہوئی ہے اور شراب بھی رکھی ہوئی ہے، آپ نے فرمایا: اے دُشمنِ دین ! کیا تو یہ سمجھتا تھا کہ باوجود اِن معاصی کے اللہ تیری ستر پوشی

---

[1] مناقب عمر رضی اللہ عنہ للامام اِبن الجوزی ص ۱۴۹ طبع دارُالکتب العلمیہ بیروت

کرے گا ؟ اُس نے کہا کہ اے اَمیر المومنین ! سزا دینے میں جلدی نہ کیجیے، میں نے صرف ایک گناہ کیا لیکن آپ نے تین گناہ کیے : اَوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ کہ کسی کے عیب کا تجسس نہ کرو، اور آپ نے کیا۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾ کہ گھروں میں دروازے کی طرف سے جاؤ، اور آپ میرے مکان میں پشت کی دیوار سے آئے، سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا﴾ کہ کسی کے گھر میں بغیر اُس کی اِجازت کے نہ جاؤ، اور آپ میرے گھر میں بغیر میری اِجازت کے آئے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر میں معاف کر دُوں تو تجھ سے کچھ نیکی ظاہر ہوگی ؟ اُس نے کہا ہاں اَمیر المومنین پھر کبھی ایسا نہ کروں گا۔'' (سیرت خلفاءِ راشدین ص ۱۱۸)

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر قرآنِ کریم کا بے حد اَثر تھا، آپ کے اِیمان لانے کا واقعہ مشہور ہے، آپ گزشتہ اَوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ آپؓ نے سورۂ طٰہٰ کا اِبتدائی حصہ پڑھا تو اِس سے قدر متاثر ہوئے کہ فوراً بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر اِیمان قبول کرلیا، اِیمان لانے کے بعد قرآنِ کریم سے اِس قدر لگاؤ اور تعلق ہو گیا تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے سامنے کوئی آیت پڑھ دیتا تھا تو آپ سرِ تسلیم خم کر دیتے تھے، صحابہ کرامؓ میں آپ کے متعلق یہ بات معروف و مشہور تھی كَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ آپ کتاب اللہ کے اَحکام کے آگے سب سے زیادہ گردن ڈال دینے والے تھے۔ قرآنِ پاک پڑھتے تھے تو بے اِختیار گریہ طاری ہو جاتا تھا (پیچھے آپ اِس کے بہت سے واقعات ملاحظہ فرما چکے ہیں)۔

آپ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے جنگِ یمامہ میں سات سو حفاظِ کرام کی شہادت کے بعد حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ کو قرآنِ کریم کی کتابت اور اُس کی جمع و تدوین کی طرف متوجہ کیا اور بہ اِصرار اُنہیں اِس پر راضی کیا، اگر کہا جائے کہ موجودہ شکل میں قرآنِ کریم کا ہمارے پاس ہونا فاروقِ اعظمؓ کا صدقہ ہے تو اِس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔

آپ ہی وہ شخصیت ہیں کہ جب آپ کوئی فیصلہ فرماتے تھے تو قرآنِ کریم میں اُس کی توثیق آجاتی تھی، ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ حضور اکرم علیہ السلام کے سامنے اپنی رائے کا اِظہار فرماتے تو عین آپ کی رائے کے مطابق قرآنِ کریم میں حکم نازل ہو جاتا، بسا اَوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ کی زبانِ مبارک سے جو کلمات اَدا ہوتے اللہ تعالیٰ بعینہٖ ویسے ہی کلمات قرآنِ کریم میں نازل فرمادیتے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ.

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ آپ کے قرآنِ کریم سے تعلق اور آپ کی خدمتِ قرآن سے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

(۱) آپ قرآنِ مجید کی تلاوت کے بڑے حریص تھے، لوگوں سے پڑھوا پڑھوا کر سنا کرتے تھے، ظاہر ہے اُن کے ایسا کرنے سے کس قدر شوقِ تلاوت لوگوں میں پیدا ہو گیا ہوگا۔ ایک روز گشت کرتے کرتے مسجد کی طرف آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، عادت آپ کی یہ تھی کہ عشا کے بعد لوگوں کو مسجد سے باہر کر دیتے تھے، ہاں اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اُس کو چھوڑ دیتے تھے، آپ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیوں بیٹھے ہیں ؟ معلوم ہوا کہ اُبی بن کعبؓ اور اُن کے ساتھ چند لوگ اور ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، یہ سن کر آپ اُن کے پاس بیٹھ گئے اور باری باری ہر ایک سے قرآنِ شریف پڑھوانا شروع کیا، اَبوسعید مولائے اَبوسعد کہتے ہیں کہ سب سے آخر میں میری باری آئی تو میرے اُوپر اُن کا رُعب غالب آگیا اور زبان بند ہوگئی، اِس کو اُنہوں نے محسوس کر لیا اور فرمایا اچھا تم دُعا مانگ لو۔ (طبقات ج ۳)

(۲) خود نمازِ فجر میں بڑی سورتیں پڑھتے تھے تا کہ لوگ آپ کی قراءت سن کر سیکھ لیں۔

(۳) رمضان ۱۴ھ میں نمازِ تراویح کو رائج کیا اور تمام صوبوں کے حکام کو اِس کے

متعلق فرمان بھیجا کہ اپنے اپنے مقامات میں نمازِ تراویح کو رواج دیں اور مدینہ منورہ میں نمازِ تراویح کے لیے دو اِمام مقرر کیے، ایک مردوں کی جماعت کے لیے دُوسرا عورتوں کی جماعت کے لیے۔[۱] یہ چیزیں حفظِ قرآن کے رواج کا بہترین ذریعہ بنیں۔

(۴) تمام ممالکِ مفتوحہ میں ہر جگہ قرآن شریف کا درس جاری کیا، معلم مقرر کیے اُن کے وظیفے معین فرمائے، خاص مدینہ میں چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لیے جو مکتب تھے اُن کے معلّموں کا وظیفہ پندرہ درم ماہوار تھا۔[۲]

(۵) بدوؤں میں قرآنِ مجید کی جبری تعلیم رائج کی، اَبوسفیان نامی ایک شخص کو چند آدمیوں کے ساتھ اِس کام پر مقرر کیا کہ قبائل اَعراب میں دورہ کریں اور ہر شخص کا اِمتحان لیں جس کو قرآنِ مجید بالکل یاد نہ ہو اُس کو سزا دیں۔[۳]

(۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت اَبوالدرداء رضی اللہ عنہ کو ملکِ شام کی طرف بھیجا اور فرمایا پہلے حمص جاؤ وہاں کچھ دنوں کے لیے قیام کر کے تعلیمِ قرآن کا نظام درست کرنے کے بعد تین میں سے ایک حمص میں رہ جائے، ایک دمشق جائے ایک فلسطین میں، ایسا ہی ہوا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ حمص میں حضرت اَبوالدردا رضی اللہ عنہ دمشق میں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فلسطین میں رہے۔

(۷) حضرت اَبوالدردا رضی اللہ عنہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد جامع مسجد دمشق میں بیٹھ جاتے اور درسِ قرآن دیتے تھے، دس دس آدمیوں کی جماعت کر دی تھی اور ہر جماعت پر ایک اُستاذ مقرر کیا تھا اُن اَساتذہ کی نگرانی خود کرتے تھے اور مخصوص طلبہ کو خود ہی پڑھاتے بھی تھے ایک روز شمار کیا تو معلوم ہوا کہ سولہ ہزار آدمی روزانہ درسِ قرآن میں شریک ہوتے تھے۔ (ملل و نحل لابن حزم رحمہ اللہ)

---

[۱] طبقات ج ۳ [۲] سیرت العمرین لابن الجوزی رحمہ اللہ [۳] اصابہ

(۸) فوجی لوگوں کے فرائض میں قرآنِ مجید کی تعلیم بھی تھی ،صوبوں کے حکام سے اور فوجی اَفسروں سے ہر سال فارغ التحصیل حفاظِ قرآن کی فہرست طلب فرماتے تھے چنانچہ حضرت سعدؓ نے اپنی فوج کے تین سو آدمیوں کے نام بھیجے اور حضرت اَبو موسیٰؓ نے بصرہ سے ایک سال میں دس ہزار حفاظ کی فہرست بھیجی، آپ اُن سے بہت خوش ہوئے اور اُن کا وظیفہ بڑھا دیا۔ (ملل و نحل لابن حزمؒ)

ظاہر ہے کہ اِس سے دُوسرے حکامِ صوبہ کو کس قدر رغبت ہوئی ہوگی اور آئندہ سال کتنی لمبی لمبی فہرستیں ہر صوبے سے آئی ہوں گی اور حفاظِ قرآن کی مجموعی تعداد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کہاں تک پہنچی ہوگی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ تعلیم صرف الفاظِ قرآن کی نہیں ہوسکتی جیسا کہ آج کل حافظِ قرآن اُس کو کہتے ہیں جو صرف الفاظِ قرآنی کو یاد کرلے، بھلا ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کسی کو قرآنِ مجید پڑھا دیں اور صرف الفاظ کے یاد کرانے پر قناعت کریں۔

(۹) بڑی تاکید اِس بات کی فرماتے تھے کہ قرآنِ مجید اُن ہی لوگوں سے پڑھا جائے جن کی سند کا سلسلہ صحیح طور پر رسولِ خدا ﷺ تک پہنچا ہو۔

(۱۰) ایک مرتبہ ایک اعرابی کو قرآنِ مجید کی ایک آیت میں غلط اعراب پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے حکم جاری کیا کہ زبانِ عرب کے قواعد کی تعلیم دی جائے ،علمِ نحو کے اِیجاد کا یہی سنگِ بنیاد ہے۔

(۱۱) قرآنِ مجید کی خدمت میں تو آپ کو اِس قدر شغف تھا کہ اِس کی کتابت کا خاص اہتمام فرماتے تھے، خفی قلم سے لکھنے کو منع فرماتے تھے۔ (اتقان)

(۱۲) تفسیر قرآنِ مجید کی تعلیم میں بھی جو اَصل چیز تھی یعنی آیاتِ اَحکام کی توضیح اور اُن کے مطالب کی تفہیم، اِس کی طرف تو آپ نے پوری توجہ فرمائی اَلبتہ

(باقی صفحہ ۵۴)

نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا

﴿ صاحبزادہ ڈاکٹر قاری عبدالباسط محمد ﴾

مجمع عبداللہ بن مسعود لتحفیظ القرآن الکریم، حي العزیزیۃ، جدۃ

آج کل بعض حلقوں میں نمازِ تراویح اور قیام اللیل میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے کا رواج ہوگیا ہے، عرب ممالک کی بیشتر مساجد میں یہ وباء عام ہوچکی ہے، ظاہر سی بات ہے کہ تراویح کا یہ طریقہ حفاظتِ قرآن کے لیے سمِ قاتل سے کچھ کم نہیں اِس سے حفاظتِ قرآن کا ایک اہم ذریعہ متاثر ہوجائے گا کیونکہ حفاظتِ قرآن کے لیے دو طریقے اِختیار کیے گئے ہیں، ایک سینہ، دُوسرے صحیفہ۔ پہلا ذریعہ تو اِسلام کے اِمتیازات میں سے ہے، حفاظتِ قرآن کا یہ بے نظیر اور عظیم الشان طریقہ پہلی قوموں میں نہیں پایا جاتا، آج اُمت تک اگر قرآن من وعن پہنچا ہے تو اِس میں صحیفہ سے زیادہ سینہ کا دخل ہے اِسی لیے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : حَامِلُ الْقُرْآنِ حَامِلُ رَأْیَۃِ الْاِسْلَامِ ''حافظِ قرآن درحقیقت اِسلام کا علمبردار ہے۔'' (التبیان : ۵۵)

اِس سے اَندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پہلا ذریعہ حفاظتِ قرآن سینہ بہ سینہ کا کیا مقام ومرتبہ ہے قاضی فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر حفظِ قرآن میں کمی آتی ہے تو اِسلام کی شان وشوکت میں کمی آجائے گی، پیش نظر مسئلہ ''نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا'' اِس بات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے کہ وہ جائز ہے یا نہیں، حفاظتِ قرآن میں حد درجہ مخل ہے کیونکہ اِس کی وجہ سے حفظِ قرآن سے بے اِعتنائی پائی جاسکتی ہے، اُمت میں حفظِ قرآن کا جو رُجحان پیدا ہوا ہے اُس میں کمی آسکتی ہے اور حفاظ میں غفلت اور لاپرواہی پیدا ہوسکتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دینِ اِسلام کا یہ اِمتیاز ملیا میٹ ہوجائے گا اور نعوذ باللہ قرآن سینوں سے ہٹ کر صرف صحیفوں تک محدود رہ جائے گا۔

مسئلہ کا ایک پہلو تو یہ ہے جو کہ دینی بھی ہے معاشرتی بھی ہے اور قومی بھی ہے اِس کا دُوسرا پہلو یہ ہے کہ آیا نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اِس سلسلے میں کتاب وسنت میں کیا

ہدایات ہیں ؟ سلف صالحین نے کیا رہنمائی فرمائی ہے ؟ کتبِ فقہ میں کیا حکم ہے ؟ یہ ایک مفصل گفتگو ہے جس کو ہم آئندہ صفحات میں حتی الامکان سمیٹنے کی کوشش کریں گے۔

''نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا'' قرآن واحادیث کی نظر میں :

(۱) قرآنِ مجید میں ہے ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ [۱] ''اب آپ اپنا رُخ مسجدِ حرام کی سمت کرلیں۔''

بارہا یہ دیکھا گیا ہے کہ قرآنِ مجید اِمام کے دائیں طرف رکھا ہوا ہوتا ہے، سورۂ فاتحہ سے فراغت کے بعد اِمام دائیں جانب رکھے گئے قرآنِ مجید کی طرف متوجہ ہوتا ہے اِس طور پر کہ پیچھے سے دیکھنے والا اچھی طرح یہ محسوس کرتا ہے کہ اِمام کا چہرہ بالکل سیدھے قبلہ کی طرف نہیں ہے بلکہ دائیں جانب رکھے ہوئے قرآنِ مجید کی طرف ہے حالانکہ اِستقبالِ قبلہ میں مرکزی کردار چہرے کے اِستقبال کا ہوتا ہے کیونکہ چہرہ ہی پورے اِنسانی ڈھانچے کی نمائندگی کرتا ہے اگر چہرے کا اِستقبال نہ ہو تو بے رُخی اور عدم دلچسپی کا اِحساس ہوتا ہے جبکہ یہ تو اِنابت اور کمالِ توجہ کا مقام ہے، یہ الگ بات ہے کہ صرف ڈھانچے اور سینے کا اِستقبال بھی کافی ہوسکتا ہے لیکن کمالِ اَدب یہی ہے کہ ایک ایک عضو کا اِستقبال ہو چنانچہ کمالِ توجہ کی اِس حد کو ملحوظ رکھ کر شیخ اِبن باز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: يَتَوَجَّهُ الْمُصَلِّيْ إِلَى الْقِبْلَةِ أَيْنَمَا كَانَ بِجَمِيْعِ بَدَنِهٖ. [۲] ''مصلی جہاں کہیں بھی ہو اِستقبالِ قبلہ ضروری ہے، بدن کے ایک ایک عضو کے ساتھ''۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى. (مسلم شريف رقم الحديث ۴۳۲)

''نماز میں میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو سمجھدار اور صاحبِ علم ہیں۔''

اگر قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اِجازت ہوتی تو پھر اِس حدیث کا کوئی مطلب ہی نہیں بنے گا اِس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان درحقیقت اُمت کے لیے یہ تعلیم تھی کہ اِمام کے پیچھے اور اِمام کے

---

[۱] سُورة البقرة : ۱۴۴ [۲] هداية الحائرين، صفة صلاة النبی:297

قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو صاحبِ علم اور صاحبِ فہم وذکاء ہیں تاکہ نماز میں اگر کوئی بھول چوک ہو جائے تو یہ اِمام کو لقمہ دیں اور بھول چوک کی تلافی ہو سکے۔ اگر قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اِجازت ہوتی تو نبی کریم ﷺ ہرگز یہ نہ فرماتے ۔ اَلغرض آپ کا یہ فرمان اِشارے اور کنایے میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی ممانعت پر دلالت کرتا ہے۔

(۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ.(بخاری شریف رقم الحدیث : ۶۳۱)

''اِس طرح نماز پڑھو جیسے تم لوگ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

دورِ نبوی کی تیئیس سالہ زندگی میں کہیں یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یا آپ کی موجودگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھا ہو حتی کہ اِبتدائی دور میں تو نماز میں بات چیت کرنے کی اِجازت بھی تھی لیکن اُس دور میں بھی دیکھ کر پڑھنا ثابت نہیں۔

(۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ .(سُنن ابی داود :۴۶۰۷)

''میری سنت (میرے طریقے) کو اور خلفائے راشدین کی سنت (کے طریقے) کو لازم پکڑو۔''

عہدِ خلفاء راشدینؓ میں بھی کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اُن حضرات نے نماز میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے کی اِجازت دی ہے اَلبتہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ممانعت ضرور ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

نَھَانَا اَمِیرُالْمُؤْمنینَ عُمَرُ اَنْ یُّؤَمَّ النَّاسَ فِی الْمُصْحَفِ ، وَنَھَانَا اَنْ یَّؤُمَّنَا اِلاَّ الْمُحْتَلِمُ. (کتاب المصاحف، هل یؤم القرآن في المصحف: ۱۸۹)

''ہمیں اَمیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اِس بات سے منع کیا کہ اِمام قرآن دیکھ کر اِمامت کرے اور اِس بات سے منع کیا کہ نابالغ اِمامت کرے۔''

(۵) قیام کی حالت میں مصلی کے لیے حکم ہے کہ نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو کیونکہ اِس سے دل جمعی پیدا ہوتی ہے اور خشوع وخضوع کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، دیکھ کر قرآن پڑھنے کی صورت میں نگاہ یقیناً قرآنِ مجید کے صفحات وحروف پر ہوگی جس سے نماز کا ایک اہم اَدب فوت ہوجائے گا۔

اِمام اِبن کثیر رحمة اللہ علیہ نے لکھا ہے :

قَالَ شَرِیْكُ الْقَاضِیْ : یَنْظُرُ فِیْ حَالِ قِیَامِہٖ اِلٰی مَوْضِعِ سُجُوْدِہٖ کَمَا قَالَ جَمْھُوْرُ الْجَمَاعَةِ لِاَنَّہ' اَبْلَغُ فِي الْخُضُوْعِ وَآکَدُ فِی الْخُشُوْعِ وَقَدْ وَرَدَ بِہِ الْحَدِیْثُ [۱]

''قاضی شریک رحمة اللہ علیہ نے فرمایا : قیام کی حالت میں مصلی کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے، جمہور نے یہی فرمایا ہے اِس لیے کہ یہ خشوع وخضوع کی اَعلیٰ ترین کیفیت ہے اور اِس سلسلے میں حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔''

اِمام محمد رحمة اللہ علیہ نے مؤطا میں لکھا ہے :

یَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّی اِذَا قَامَ فِیْ صَلَاتِہٖ اَنْ یَّرْمِیَ بِبَصَرِہٖ اِلٰی مَوْضِعِ سُجُوْدِہٖ ، وَھُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِیْفَةَ .(المؤطا باب وضع الیمین علی الیسار رقم الحدیث : ۲۹۱)

''مصلی جب قیام کی حالت میں ہو چاہیے کہ وہ اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور یہی اِمام اَبوحنیفہ رحمة اللہ علیہ کا قول ہے۔''

علامہ اَلبانی رحمة اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں لکھا :

وَکَانَ اِذَا صَلّٰی طَأْطَاَ رَاْسَہ' وَرَمٰی بِبَصَرِہٖ نَحْوَ الْاَرْضِ . [۲]

''جب آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تو سر کو جھکائے رکھتے اور نگاہ کو زمین کی طرف لگائے رکھتے تھے۔''

علامہ اِبن سیرین رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں :

کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یَّنْظُرَ الرَّجُلُ فِیْ صَلَاتِہٖ اِلٰی مَوْضِعِ سُجُوْدِہٖ . [۳]

---

[۱] تفسیر اِبن کثیر البقرة : ۱۴۴ [۲] اصل صفة صلاة النبي : ۱/۲۳۰ [۳] تعظیم قدر الصلاة : ۱/۱۹۲

''مستحب یہ ہے کہ آدمی نماز میں اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے۔''

حدیث شریف میں آتا ہے :

فَاِذَا صَلَّیْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ یَنْصِبُ وَجْھَہٗ لِوَجْہِ عَبْدِہٖ فِیْ صَلَاتِہٖ مَا لَمْ یَلْتَفِتْ .(سنن الترمذي،حديث:۲۸۶۳ ، مستدرك الحاكم، حديث: ۸۶۳)

''جب نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر توجہ نہ کرو اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نماز میں اپنا چہرہ بندہ کے چہرہ کی طرف اُس وقت تک کیے رکھتے ہیں جب تک بندہ اپنا رُخ نہیں پھیرتا۔''

ایک اور حدیث میں ہے :

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْکَعْبَۃَ مَاخَلَفَ بَصَرُہٗ مَوْضِعَ سُجُوْدِہٖ حَتّٰی خَرَجَ مِنْھَا .(المستدرك للحاكم،حديث: ۱۷٦۱)

''جب رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ سے نہیں اُٹھائی یہاں تک کہ آپ کعبہ سے باہر تشریف لے آئے۔''

(٦) نماز پڑھتے ہوئے سکون وطمانینت اور خشوع وخضوع کا حکم ہے، قرآن دیکھ کر پڑھنے میں وہ سکون وطمانینت اور خشوع وخضوع نہیں رہتا کیونکہ ساری توجہ قرآن پر ہوتی ہے قرآن کھولنے، بند کرنے اور اَوراق پلٹنے میں کہاں خشوع پیدا ہوسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

لَیْسَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ فِی الْبَیْتِ شَیْئٌ یُشْغِلُ الْمُصَلِّی .[۱]

''گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کو مشغول کرتی ہو۔''

(۷) یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا حفاظتِ قرآن کے لیے سخت مضر ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

تَعَاھَدُوا الْقُرْآنَ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا .[۲]

---

۱ سُنن ابي داود رقم الحديث ۲۰۳۰ و مُسنداَحمد رقم الحديث ۱٦٦۳٦

۲ بخاری شريف رقم الحديث ۵۰۳۳

''قرآن کی نگہداشت کرو، اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، یقیناً قرآنِ کریم رُخصت ہونے اور سینوں سے نکل جانے میں اُونٹ کے اپنے بندھن سے بھاگنے اور رُخصت ہو جانے سے زیادہ تیز ہے۔''

''نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا'' اَقوالِ سلف کی نظر میں :

اِمام اَبوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب المصاحف'' میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھنے کے حوالے سے ایک باب قائم کیا ہے : هل یوم القرآن في المصحف جس میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے مختلف آثار نقل کیے ہیں اِس کے بعد وقد رخص فی الامامة فی المصحف کا عنوان لگا کر اُن حضرات کے آثار نقل کیے ہیں جنہوں نے نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اِجازت دی ہے۔ اِمام اَبوداؤد نے اِن کو پہلے ذکر کیا ہے جن آثار میں ممانعت ہے اور جن آثار میں اِجازت ہے اُنہیں بعد میں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ممانعت اور عدمِ جواز کے قائل ہیں اور پھر وقد رُخص کا لفظ اِستعمال کیا ہے یہ بتانے کے لیے کہ نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اِجازت اگر ہے تو وہ عمومی نہیں ہے بلکہ بوقتِ مجبوری ہے۔ ذیل میں مذکورہ باب سے چند اہم آثار کو نقل کر دینا اِستفادے سے خالی نہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اَمیر المومنین عمر بن خطابؓ نے اِس بات سے منع کیا کہ اِمام قرآن دیکھ کر اِمامت کریں اور اِس بات سے منع کیا کہ نابالغ اِمامت کرے :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : نَهَانَا اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُاَنْ يَّؤُمَّ النَّاسَ فِي الْمُصْحَفِ وَنَهَانَا اَنْ يَّؤُمَّنَا اِلَّا الْمُحْتَلِمُ.

(۲) قتادہؒ، سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا اگر قیام اللیل میں پڑھنے کے لیے مصلی کو کچھ یاد ہے تو وہی بار بار پڑھے لیکن قرآن دیکھ کر نہ پڑھے۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ : اِذَا كَانَ مَعَهٗ مَايَقُوْمُ بِهٖ لَيْلَهٗ رَدَّدَهٗ وَلَايَقْرَأُ فِى الْمُصْحَفِ .

(۳) لیث، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کو مکروہ

قرار دیتے تھے اِس وجہ سے کہ اِس میں اہلِ کتاب سے تشبہ ہے۔

عَنْ لَیْثٍ عَنْ مجاھِدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَکْرَہُ اَنْ یَّتَشَبَّھُوْا بِاَھْلِ الْکِتَابِ یَعْنِیْ اَنْ یَّؤُمَّھُمْ فِی الْمُصْحَفِ .

(۴) اعمش ، اِبراہیم رحمة اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اہلِ علم قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کو سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ اِس میں اہلِ کتاب سے تشبہ ہے۔

عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ : کَانُوْایَکْرَھُوْنَ أَنْ یَّؤُمَّ الرَّجُلُ فِي الْمُصْحَفِ کَرَاھِیَةً شَدِیْدَةً أَن یَّتَشَبَّھُوْا بِأَھْلِ الْکِتَابِ.

اِس کے علاوہ بھی اور بہت سے آثار اِمام اَبوداؤدؒ نے نقل کیے ہیں، مزید تفصیل کے لیے کتاب المصاحف (۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱) کی طرف رُجوع کیا جائے۔

(۵) خطیب بغدادی رحمة اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا اَثر نقل کیا ہے کہ وہ اِس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی رمضان کے مہینے میں لوگوں کو نماز پڑھائے اور قراءت قرآن میں دیکھ کر کرے اور فرماتے تھے کہ یہ اہلِ کتاب کا عمل ہے۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ کَانَ یَکْرَہُ اَن یَّؤُمَّ الرَّجُلُ النَّاسَ بِاللَّیْلِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ فِی الْمُصْحَفِ قَالَ ھُوَ مِنْ فِعْلِ اَھْلِ الْکِتَابِ. (تاریخ : ۹/۱۲۰)

معلوم ہوا کہ اکثر اہلِ علم نے اِس کو باطل گردانا ہے۔ بعض علماء نے اگر کچھ نرمی برتی بھی ہے تو بلاضرورتِ شدیدہ کے جائز کسی نے نہیں کہا ہے۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: اِنَّ ھٰذَا الصَّنِیْعَ مَکْرُوْہٌ بِلَاخِلَافٍ [1] نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔"

پھر بھی چونکہ سلف میں سے بعض نے اِجازت دی ہے (قطع نظر اِس کے کہ وہ اِجازت ضرورتِ شدیدہ کی وجہ سے ہے یا بلاضرورت بھی اِجازت ہے) اِس لیے کچھ لوگ جواز کے قائل ہوئے ہیں اور اِستدلال میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل پیش کرتے ہیں۔ اِمام بخاری رحمة اللہ علیہ نے تعلیقاً

---

[1] بدائع الصنائع : ۲/۱۳۳

ذکر کیا ہے: وَکَانَتْ عَائِشَةُ یَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَکْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ. [1] ''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اُن کے غلام ذکوان قرآن دیکھ کر نماز پڑھاتے تھے۔''

یہی روایت مصنف ابن اَبی شیبہ میں اِس طرح ہے :

کَانَ یَؤُمُّ عَائِشَةَ عَبْدٌ یَقْرَأُ فِی الْمُصْحَفِ. (رقم الحدیث : ٧٢٩٣)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کواُن کے غلام ذکوان نماز پڑھاتے تھے اور وہ قرآن دیکھ کر قراءت کرتے تھے۔''

اِس اَثر کے متعلق علامہ اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے :

وَمَاذُکِرَ عَنْ ذَکْوَانَ حَادِثَةَ عَین لَاعُمُوْمَ لَهَا. (فتح الرحمن: ١٢٤)

''اوراُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے سیّدنا ذکوان کی اِمامت کا جو واقعہ ذکر کیا جاتا ہے وہ ایک جزوی اور خصوصی واقعہ ہے عمومی نہیں ہے۔''

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

واماحدیث ذکوان فیحتمل ان عائشة ومن کان من اهل الفتوی من الصحابة لم یعلموا بذلك وهذا هوالظاهر بدلیل ان هذا لصنیع مکروه بلاخلاف ولو علموا بذلك لما مکنوه من عمل المکروه فی جمیع شهر رمضان من غیر حاجة ، ویحتمل ان یکون قول الراوی کان یوم الناس فی شهر رمضان وکان یقرا من المصحف اخبارا عن حالتین مختلفین ای کان یوم الناس فی رمضان وکان یقرا من المصحف فی غیر حالة الصلاة. [2]

''سیّدنا ذکوان والی حدیث میں اِحتمال ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کومعلوم نہ ہوا ہو کہ وہ دیکھ کر پڑھ رہے ہیں اور یہی مناسب بھی معلوم ہوتا ہے اِس کی دلیل یہ ہے کہ (نماز میں) قرآن دیکھ کر پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے اگراُنہیں اِس حالت کا پتہ ہوتا تو ہرگز ایک مکروہ فعل کی اِجازت نہ دیتے وہ بھی پورے مہینے

[1] بخاری شریف باب امامة العبد والمولی [2] بدائع الصنائع ١٣٣/٢ ، ١٣٤

بلاضرورت کے۔اور یہ بھی اِحتمال ہے کہ راوی کا یہ قول ''کہ ذکوان رمضان میں لوگوں کی اِمامت کرتے تھے اور قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے'' دو الگ الگ حالتوں کی خبر دینا ہے، یعنی ذکوان رمضان میں لوگوں کی اِمامت کرتے تھے اور نماز سے باہر قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے۔''

علامہ کاسانی رحمة اللہ علیہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ راوی کا یہ قول کہ ''وہ قرآن دیکھ کر پڑھتے تھے'' یہ نماز کی حالت کے بارے میں نہیں ہے بلکہ راوی نے اِس طرح سے ذکوان کا تعارف کرایا ہے کہ وہ ناظرہ خواں تھے۔

اِسی طرح کی بات علامہ عینی رحمة اللہ علیہ نے بھی کہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :

اثر ذکوان ان صح فھومحمول علی انه کان یقرا من المصحف قبل شروعه فی الصلاة اي ینظرفیه ویتلقن منه ثم یقوم فیصلی ، وقیل مادل فانه کان یفعل بین کل شفعین فیحفظ مقدار ما یقرا من الرکعتین ، فظن الراوی انه کان یقرا من المصحف.(البنایة: ۲/۵۰۴)

''اِس اَثر کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اِس بات پر محمول ہوگا کہ ذکوان نماز شروع کرنے سے پہلے قرآن دیکھتے تھے پھر ذہن نشین کر کے نماز پڑھاتے تھے، ذکوان ہر دو رکعت بعد یہ عمل کرتے اور اگلی دو رکعت میں جتنا پڑھنا ہوتا وہ یاد کر لیتے، اِسی کو راوی نے اِس طرح نقل کر دیا کہ وہ قرآن دیکھ کر قراءت کرتے تھے۔''

علامہ کاسانی اور علامہ عینی رحمة اللہ علیہما کی بات کی تائید اُس اَثر سے بھی ہوتی ہے جسے حافظ اِبن حجر رحمة اللہ علیہ نے ''التلخیص الحبیر'' میں اور اِمام شوکانی رحمة اللہ علیہ نے ''نیل الأوطار'' میں ذکر کیا ہے اِس اَثر میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی بات ہے ہی نہیں۔

عن ابن ابي ملیکة انھم کانوا یاتون عائشة باعلی الوادی ھو وعبید بن عمیر والمسور بن مخرمة وناس کثیر فیومھم ابوعمر و مولی عائشة ، وابوعمرو

غلامها حينئذ لم يعتق.[۱]

''اِبن اَبی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اور عبید بن عمیر، مسور بن مخرمہ اور بہت سے لوگ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے تھے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام اَبوعمرو سب کی اِمامت کرتے تھے اور وہ اُس وقت تک آزاد نہیں ہوئے تھے۔''

اور بعض سلف سے جو اِجازت منقول ہے وہ اِضطراری حالت میں ہے، بلاضرورتِ شدیدہ کے جائز کسی نے نہیں کہا ہے چنانچہ اِمام اَحمد رحمۃ اللہ علیہ سے اِس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: مايعجبنى الا ان يضطر الى ذلك.(فتح الرحمن : ۱۲۷) ''میں مناسب نہیں سمجھتا اِلا یہ کہ اِضطراری حالت ہو۔'' اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِس کو اِضطرار کی شرط کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

اِبن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سمعت مالكا وسئل عمن يوم الناس فى رمضان فى المصحف ؟ فقال لا باس بذلك اذا اضطروا الى ذلك.(كتاب المصاحف: ۱۹۳) ''میں نے اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جبکہ آپ سے رمضان میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا : کوئی بات نہیں اگر اِس کے بغیر کام نہ چلتا ہو۔

قتادہ، سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں : ان كان معه مايقرا به فى ليلة، و الا فليقرا فى المصحف.(فتح الرحمن: ۱۲۸) ''اگر قیام اللیل میں پڑھنے کے لیے اُسے کچھ یاد ہے تو اچھی بات ہے، نہیں تو پھر (بدرجۂ مجبوری) قرآن دیکھ کر پڑھے۔''

سعید بن مسیّب کا یہی قول کتاب المصاحف میں اِس طرح ہے : ان كان معه مايقوم به ليله ردده ولايقرا فى المصحف ''اگر قیام اللیل میں پڑھنے کے لیے اُسے کچھ یاد ہے تو وہی بار بار پڑھے اور قرآن دیکھ کر نہ پڑھے۔''

اب رہی بات ضرورتِ شدیدہ کی اور اِضطرار کی تو مفتیانِ کرام اور باحثینِ فقہ بتائیں گے کہ کیا اِس زمانے میں اِس درجہ ضرورت کا تحقق ہوسکتا ہے ؟ کیا اُمت حفظِ قرآن سے اِس درجہ

[۱] التلخيص الحبير: ۲/۱۱۰ ، نيل الاوطار باب امامة العبد والاعمى والمولى: ۵۸۶

تہی دست اور تہی دامن ہو چکی ہے ؟ کیا مرکزی مساجد کے ائمہ بھی اِس لائق نہیں رہے ؟ میرے خیال سے تو ضرورت اور اِضطرار بقاءِ حفظِ قرآن کی ہے، نماز میں حفظ سے قراءت لازم قرار دینے کی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ حفظِ قرآن کی تبلیغ ہو اور حفاظتِ قرآن کا دائرہ مزید وسیع ہو۔

اِسی لیے شیخ اِبن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باوجودیکہ وہ مطلقاً جواز کے قائل ہیں لیکن بالآخر یہ تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے، فرماتے ہیں :

اما اذا تیسر الحافظ فهو اولی لانه اجمع للقلب واقل للعبث لان حمل المصحف یحتاج وضع ورفع وتفتیش الصفحات ، فیصار الیه عند الحاجة واذا استغنی عنه فهو افضل. (مجموع فتاوی ابن باز ۱۱/ ۳۴۰)

''جب حافظِ قرآن میسر ہو تو وہی بہتر ہے اِس لیے کہ حفظ سے پڑھنے میں خشوع وخضوع زیادہ ہوتا ہے اور نامناسب حرکتیں کم ہوتی ہیں کیونکہ اگر قرآن ہاتھ میں لے کر قراءت کی جائے تو یقیناً اُسے رکھنے اُٹھانے اور صفحات پلٹنے کی بھی ضرورت ہوگی لہٰذا بوقتِ ضرورت ہی قرآن دیکھ کر پڑھنے کی اِجازت دی جائے گی اور جب ضرورت نہ ہو تو حفظ سے پڑھنا ہی افضل ہے۔''

اِسی طرح شیخ اِبن جبرین نے بھی اگرچہ وہ نوافل اور تراویح میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کے قائل ہیں لیکن فرض نماز میں آپ نے سختی سے منع کیا ہے اور اِس کی بہت سی وجوہات بیان فرمائی ہیں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ تمام وجوہات اگر فرض نماز میں پائی جاتی ہیں تو نوافل اور تراویح میں بھی پائی جاتی ہیں۔ شیخ اِبن جبرین کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

لایجوز ذلك دائما لما فیه من الاشتغال داخل الصلاة کامساك المصحف وتقلیب الاوراق والنظر الی الاسطر فالمصلی مامور بان ینظر الی موضع سجوده وان یضع یدیه علی صدره. (ابن جبرین)

''قرآن دیکھ کر نماز پڑھنا کبھی بھی جائز نہیں ہوسکتا اِس لیے کہ اِس میں نماز کے

اَندر نماز سے غافل کرنے والی بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً قرآن پکڑنا، اَوراق پلٹنا اور قرآن کی سطروں کو دیکھنا حالانکہ مصلی کو اِس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ سجدہ کی جگہ پر دیکھے اور یہ کہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے۔''

یہ دونوں یعنی شیخ اِبن باز اور شیخ اِبن جبرین رحمہما اللہ بھی اِعتراف کر رہے ہیں کہ نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے سے خشوع وخضوع باقی نہیں رہتا اور یہ کہ اِس میں اِشتغال ہے یعنی بار بار کی غیر ضروری حرکت ہے جو نماز کی رُوح کے خلاف ہے جیسے قرآن کو پکڑنا، اَوراق پلٹنا، قرآن کی سطروں کی طرف دیکھنا وغیرہ جبکہ نماز میں تو نمازی کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے، اگر قرآن دیکھ کر پڑھے گا تو اِس حکم کی صریحاً خلاف ورزی ہوگی کیونکہ وہ سجدہ کی جگہ کے بجائے قرآنِ مجید کے اَوراق اور سطروں کو دیکھ رہا ہوگا جبکہ نماز تو مومن کی معراج ہے، اللہ سے ملاقات کا ذریعہ ہے، کون چاہے گا کہ اُس کی یہ ملاقات نامکمل اور نا تمام ہو۔

اِمام اِبن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی :

ولایحل لاحد ان یوم وھوینظرمایقرا بہ فی المصحف لا فی فریضۃ ولانافلۃ فان فعل عالمابان ذلك لایجوز بطلت صلاتہ وصلاۃ من ائتم بہ عالما بحالہ عالما بان ذلك لایجوز.(المحلی:۳/۱۴۰)

''کسی ایسے شخص کے لیے اِمامت کرنا جائز نہیں ہے جو قرآن میں دیکھ کر قراءت کر رہا ہو، نہ فرض نماز میں اور نہ نفل نماز میں، اگر کسی شخص نے ایسا کیا یہ جانتے ہوئے کہ یہ جائز نہیں اُس کی نماز باطل ہوجائے گی اور اُس کی اِقتداء میں جو نماز پڑھ رہا ہے اُس کی نماز بھی باطل ہوجائے گی جبکہ اُسے اِمام کی حالت کا علم ہو کہ وہ نماز کے منافی کام کر رہا ہے۔''

علامہ اَلبانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی :

شیخ اَبواَنس محمد بن فتحی آل عبدالعزیز اور شیخ عبدالرحمن محمود بن محمد الملاح نے اپنی کتاب

فتح الرحمٰن في بیان ھجر القرآن میں شیخ اَلبانی کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے :

لا نری ذلك ، وما ذکرعن ذکوان حادثة عین لاعموم لھا ، وبإباحة ذلك لائمة المساجد یودي بھم الی ترك تعاھد القرآن والعنایة بحفظه غیبا وھذا خلاف قوله : تعاھدوا القرآن فوالذی نفسی بیده لھو اشد تفصیا من الابل فی عقلھا ، ومعلوم ان للوسائل حکم الغایات کقولھم مالا یقوم الواجب الا به فھو واجب ومایودی الی معصیة فھومعصیة.(فتح الرحمٰن ۱۲۴ ، ۱۲۵)

''ہم اِسے درست نہیں سمجھتے اور اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے سیّدنا ذکوان کی اِمامت کا جو واقعہ ذکر کیا جاتا ہے وہ ایک جزوی اور خصوصی واقعہ ہے، عمومی نہیں ہے۔ اور اگر ائمہ مساجد کو اِس کی اِجازت دے دی جائے تو قرآنِ کریم کا حفظ و مراجعہ اور حفاظتِ قرآن کی کوشش وغیرہ تمام اُمور رفتہ رفتہ رُخصت ہوجائیں گے جبکہ یہ نبی کریم ﷺ کے اِس اِرشاد کے خلاف ہے: ''قرآن کی نگہداشت کرو، اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، یقیناً قرآن کریم رُخصت ہونے اور سینوں سے نکل جانے میں اُونٹ کے اپنے بندھن سے بھاگنے اور رُخصت ہوجانے سے زیادہ تیز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ وسائل کا حکم بھی غایات کے مثل ہے مثلاً علماء کا قول ہے کہ جس چیز کے ذریعہ کسی واجب کی بقاء اور قیام ہو وہ بھی واجب ہوجاتی ہے اور جو شے کسی معصیت کا ذریعہ ہو وہ شے بھی معصیت اور گناہ ہوجاتی ہے۔''

کتبِ فقہ میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھنے سے متعلق جزئیات :

غنیۃ شرح منیہ، اَلبحر الرائق، تبیین الحقائق، فتح القدیر، ردالمحتار اور بدائع الصنائع وغیرہ میں قرآن دیکھ کر نماز پڑھنے سے متعلق مختلف جزئیات ہیں جن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :

(۱) قرآنِ مجید ہاتھ میں لے کر نماز پڑھی جارہی ہو اور اِمام حافظِ قرآن بھی نہ ہو تو اِمام اور

مقتدی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اِسی طرح اگر منفرد (تنہا شخص) نماز پڑھ رہا ہو تو اُس کی بھی نماز فاسد ہوگی اور فاسد ہونے کی دو وجہیں ہیں :

الف : عملِ کثیر۔ کیونکہ قرآن اُٹھانے میں دونوں ہاتھ مشغول رہیں گے، قرآن کھولنے، بند کرنے اور اَوراق پلٹنے میں بھی دونوں ہاتھ مشغول ہوں گے۔

ب : تعلیم و تعلّم۔ چونکہ اِس کو قرآن یاد نہیں ہے دیکھ کر پڑھ رہا ہے تو یہ مانا جائے گا کہ یہ نماز کے باہر سے لقمہ لے رہا ہے اور لقمہ لینا ایک طرح سے تعلیم و تعلّم ہے، اِس لیے یہ اِنسانی کلام کے درجے میں ہو گیا لہٰذا نماز فاسد ہو جائے گی۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ اِس علت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ان هذا يلقن من المصحف فيكون تعلمامنه،الا ترى ان من ياخذ من المصحف يسمى متعلما فصاركما لوتعلم من معلم ، وذا يفسد الصلاة فكذا هذا.(بدائع الصنائع ۲/۱۳۳)

''یہ قرآن سے تلقین ہے لہٰذا قرآن سے سیکھنے کے درجہ میں ہو گیا، جو شخص قرآن سے سیکھتا ہے اُسے ہر کوئی متعلّم کہتا ہے تو یہ ایسے ہی ہو گیا گویا کہ اُس نے معلم سے سیکھا ہے، (اگر آدمی نماز کی حالت میں معلم سے سیکھ لے) تو نماز فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا اِس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔''

(۲) قرآن ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ رحل یا کسی اُونچی چیز پر رکھا ہوا ہے، اِمام یا منفرد اُس میں دیکھ کر پڑھ رہے ہیں جبکہ اُن کو قرآن یاد نہیں ہے تو اب اگرچہ عملِ کثیر نہیں پایا جا رہا ہے لیکن دُوسری وجہ تعلیم و تعلّم پائی جا رہی ہے اِس لیے نماز فاسد ہوگی۔

(۳) قرآن ہاتھ میں نہیں ہے، جو شخص نماز پڑھ رہا ہے (اِمام یا منفرد) اُسے قرآن یاد ہے تو اِس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی، کیونکہ اُس کا دیکھ کر پڑھنا یہ درحقیقت اُس کے حافظہ کی طرف منسوب ہے اِس لیے وہ نماز کے باہر سے لقمہ لینے والا شمار نہ ہوگا، الموسوعة الفقهية میں ہے :

واستثنی من ذلک ما لو کان حافظا لما قراہ وقرا بلاحمل فانہ لا تفسد صلاتہ لان ھذہ القراء ۃ مضافۃ الی حفظہ لا الی تلقنہ من المصحف ، ومجرد النظر بلا حمل غیر مفسد لعدم وجھی الفساد.(الموسوعۃ الفقھیۃ:۳۳،۵۷،۵۸)

''فقہاء نے ایک صورت کا اِستثناء کیا ہے، وہ یہ ہے کہ نمازی جو حصہ پڑھ رہا ہے اُس کا وہ حافظ ہے اور قرآن بھی ہاتھ میں نہیں ہے تو اُس کی نماز فاسد نہ ہوگی اِس لیے کہ یہ پڑھنا اُس کے حافظہ کی طرف منسوب ہے نہ یہ کہ وہ قرآن سے سیکھ کر پڑھ رہا ہے،اور قرآن میں دیکھنا قرآن اُٹھائے بغیر یہ مفسد صلاۃ نہیں ہے کیونکہ فساد کی دونوں علّتیں نہیں پائی جاتیں۔'' [1]

ممکن ہے کوئی یہ سوال کرے کہ جن مساجد میں ائمہ قرآن دیکھ کر تراویح پڑھاتے ہیں اُن میں اکثر حافظِ قرآن ہی ہوتے ہیں اور قرآن بھی اِمام کے ایک طرف کسی چیز پر رکھا ہوتا ہے لٰہذا اُن ائمہ کا قرآن دیکھ کر پڑھنا یہی مانا جائے گا کہ یہ اپنے حافظہ سے پڑھ رہے ہیں، جب فسادِ صلاۃ کی دونوں وجہیں نہیں پائی گئیں تو اب کوئی اِعتراض بھی نہیں ہونا چاہیے ؟

تو عرض ہے کہ فاسد نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نماز من کل الوجوہ درست ہے بلکہ اِس میں بہت سی ایسی خرابیاں اب بھی ہیں جو نماز کو کراہت کے درجے سے نیچے نہیں اُترنے دیتیں، ماسبق میں وہ خرابیاں تفصیل سے ذکر کی جا چکی ہیں۔

ڈاکٹر صالح بن محمد الرشید نے اپنی کتاب المتحف فی احکام المصحف میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے میں جو خرابیاں ہیں اُن کو اِختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں :

ویشغل عن بعض سننھا وھیئاتھا فیفوت سنۃ النظر فی موضع السجود و وضع الیمنی علی الشمال ویفضی الی التشبہ باھل الکتاب فضلا عن کونہ احداثا فی الدین لم یرد الشرع باباحتہ.(المتحف فی احکام المصحف :۶۵۳)

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : غنیۃ شرح منیہ ۲۷۴ ، البحرالرائق ۲/۱۷، تبیین الحقائق ۱/۱۵۹ ، ردالمحتار:۲/۳۸۴)

''قرآن میں دیکھ کر قراءت کرنا نماز کی بعض سنتوں اور نماز پڑھنے کی بعض مخصوص کیفیات کے خلاف ہے چنانچہ سجدہ کی جگہ نظر رکھنے کی سنت فوت ہوجاتی ہے، ہاتھ باندھنے کی سنت فوت ہوجاتی ہے، دیکھ کر قراءت کرنے سے اہلِ کتاب سے تشبہ پیدا ہوتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ دین میں ایسی چیز کا اِیجاد کرنا ہے جس کی شریعت نے اِجازت نہیں دی ہے۔''

اِختتام میں فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''شرح منتھی الارادات'' کی یہ عبارت ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے :

وَیُکْرَہُ لِلْحَافِظِ حَتّٰی فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ، لِاَنَّہٗ یشغل عَنِ الْخُشُوْعِ وَعَنِ النَّظْرِ اِلٰی مَوْضعِ السُّجُوْدِ .(شرح منتھی الارادات ۲۴۱/۱)

''حافظِ قرآن کے لیے نمازِ تراویح میں قرآن دیکھ کر پڑھنا مکروہ ہے اِس لیے کہ یہ خشوع پیدا کرنے میں مخل ہے اور قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنے سے مانع ہے۔''

بقیہ : رمضان اور قرآن

غیر ضروری اَشیاء مثلاً بیانِ قصص یا شانِ نزول وغیرہ تو اِس طرف آپ کی توجہ کم ہوئی اِس لیے صاحب اِزالۃ الخفاء فرماتے ہیں :

''اَما تفسیر قرآنِ عظیم پس ذروہ سنام آں بردستِ حضرت فاروقِ اعظمؓ بظہور آمدہ''

حضرت فاروقِ اعظمؓ سے جو تفسیریں آیاتِ قرآنیہ کی مروی ہیں جس کا دِل چاہے ازالۃ الخفاء میں دیکھے، ایک بڑا ذخیرہ ہے جو خود اِس بات کی کافی شہادت ہے کہ قرآنِ مجید پر کتنی توجہ آپ کی تھی۔ (سیرت خلفائے راشدین ص۱۲۴ تا ۱۲۸)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

روزانہ صبح وشام تینوں قل پڑھنا ہر قسم کی آفات سے بچاتا ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خُبَیْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِیْ لَیْلَۃٍ وَّظُلْمَۃٍ شَدِیْدَۃٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیُصَلِّیَ لَنَا فَاَدْرَکْنَاہُ فَقَالَ قُلْ فَلَمْ اَقُلْ شَیْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَلَمْ اَقُلْ شَیْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا اَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُمْسِیْ وَحِیْنَ تُصْبِحُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ تَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ. [1]

(ترمذی ۲/ ۱۹۸ ، ابوداؤد ۲/ ۳۳۷ ، نسائی ۲/ ۲۶۴ ، مشکوۃ ص ۱۸۸)

''حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ سخت اندھیری اور بارش کی رات میں رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے (یعنی آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے ہم بھی آپ کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے) تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں چنانچہ ہم نے آپ کو پالیا، آپ نے فرمایا کہ پڑھو، میں اِس پر کچھ نہیں بولا، آپ نے پھر فرمایا کہ پڑھو، میں نے عرض کیا کیا پڑھوں ؟ فرمایا : صبح وشام تین مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی (یعنی تم سے ہر قسم کی آفت وبلا کو دُور کریں گی)۔''

ایک دُعا جس کا صبح وشام تین بار پڑھنا ہر مرض سے بچاتا ہے :

عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَمَسَاءِ کُلِّ لَیْلَۃٍ بِاسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَیَضُرُّہٗ شَیْئٌ، وَکَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَہٗ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْظُرُ اِلَیْہِ فَقَالَ

لَهٗ اَبَانٌ مَاتَنْظُرُ اَمَا اَنَّ الْحَدِيْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّىْ لَمْ اَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِىَ اللّٰهُ عَلَىَّ قَدْرَهٗ۔ [1]

''حضرت اَبان بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سنا، آپ فرما رہے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: جو شخص روزانہ صبح وشام تین مرتبہ یہ دُعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تو اُسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی (اِتفاق کی بات ہے کہ اِس حدیث کے بیان کرتے وقت) حضرت اَبانؓ فالج کی ایک قسم میں مبتلا تھے چنانچہ اُس شخص نے جو یہ حدیث سن رہا تھا حضرت اَبانؓ کی طرف تعجب سے دیکھنا شروع کر دیا (کہ یہ کہہ تو یہ رہے ہیں کہ جو شخص اِس دُعا کو پڑھ لے تو اُسے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا حالانکہ یہ خود فالج میں مبتلا ہیں) حضرت اَبانؓ نے اُس سے کہا تم میری طرف بنظر تعجب کیا دیکھ رہے ہو، اچھی طرح جان لو کہ یہ حدیث اِسی طرح ہے جس طرح میں نے بیان کی ہے اَلبتہ جس دن میں اِس مرض میں مبتلا ہوا اُس دن میں یہ دُعا نہیں پڑھ سکا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں جو لکھ دیا تھا وہ پورا ہو۔''

ف : آج کل کے دور میں جبکہ نت نئے اَمراض اور طرح طرح کی تکلیفیں پھیل رہی ہیں اُن سے حفاظت کے لیے صبح وشام تین بار یہ دُعا لازمی پڑھ لینی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اِس کی برکت سے ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت سے محفوظ رکھیں۔

---

[1] ترمذی ج۲ ص ۱۷۶ باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسٰی ، ابوداوٗد ج۲ ص۳۳۸ ابن ماجه ص ۲۸۴ ، مشكوة ص ۲۰۹

نتائج سالانہ اِمتحان دورہ حدیث شریف

جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

(۱۴۳۷-۰۸-۱۰ھ / 2016 - 05 - 18ء)

نمبرشمار	نام	ولدیت	ساکن	حاصل کردہ نمبر	تقدیر
1	اویس	عبدالرحیم	لاھور	312	جید
2	برق احمد	عبدالباقی	چترال	304	جید
3	بسم اللّٰہ	نیاز محمد	زیارت	279	مقبول
4	بن یامین	یار زواب خان	خیبر ایجنسی	336	جید
5	توصیف اکرم	حبیب الرحمن	بنوں	276	مقبول
6	ثناء اللّٰہ	سراج دین	سیالکوٹ	361	جید جدًا
7	جاوید خان	شیر علی خان	لکی مروت	302	جید
8	حافظ محمد عرفان	نصرو الدین	قصور	256	مقبول
9	حبیب الرحمن	عطاء الرحمن	فیصل آباد	298	جید
10	حنیف اللّٰہ	اکبر علی	ٹانك	305	جید
11	رحیم بخش	محمد حسین	لیه	472	جید جدًا
12	رُوح اللّٰہ	محمد مزمل	قلعه سیف اللّٰہ	304	جید

13	زاھد حسین	ظھور اَحمد	باغ	261	مقبول
14	زاھد خلیل	خلیل اَحمد	شیخوپورہ	258	مقبول
15	ساجد اقبال	رُوح الامین	سوات	320	جید
16	ساجد عثمان	محمد عثمان	قصور	539	ممتاز(دوم)
17	سراج الدین	اکبر زمان	جنوبی وزیرستان	281	مقبول
18	سرور خان	ملك مقصود	ژوب	435	جید جدًا
19	سمیع الحق	خڑ	لورالائی	315	جید
20	سیّد محمد اقبال	سیّد ملوك	پشین	285	مقبول
21	شاہ فاروق	یوسف خان	کوھاٹ	420	جید جدًا
22	شاہ ولی	دلوخان	لورالائی	276	مقبول
23	شاھد محمود	خالد محمود	راولپنڈی	282	مقبول
24	شریف اللّٰہ	غلام حبیب	شانگلہ	307	جید
25	شفاقت علی	محمد مُبین	قصور	311	جید
26	شمس دین	محمد اَمین	سیالکوٹ	263	مقبول
27	ضمیر اللّٰہ	امیر دراز	جنوبی وزیرستان	370	جید جدًا
28	طارق جمیل	عبد المالك	دیامیر	303	جید
29	طاھرمحمود	اکبر علی	قصور	308	جید

30	عاشق علی	محمد صادق	پاکپتن	309	جید
31	عامر کریم	کریم داد خان	کوٹلی	317	جید
32	عبدالباری	نبی داد	کوئٹہ	303	جید
33	عبدالباسط	فضل الرحمن	ھری پور	290	مقبول
34	عبدالرزاق	سفر خان	ڈیرہ اسماعیل خان	259	مقبول
35	عبد الستار	محمد مسکین	مانسھرہ	540	ممتاز(اَوّل)
36	عبدالستار	تاج محمد	کوئٹہ	315	جید
37	عبدالقیوم خان	نور ایاز خان	بنوں	475	ممتاز
38	عبدالمنان	نواب علی خان	لکی مروت	302	جید
39	عبدالوکیل	نیاز محمد	کوئٹہ	305	جید
40	عبدالولی	سلطان محمد	کوئٹہ	377	جید جدًا
41	عبیداللّٰہ	محمد عثمان	کوئٹہ	277	مقبول
42	عتیق اللّٰہ	سعد ملوک	چھادرہ	257	مقبول
43	عثمان اللّٰہ	عنایت اللّٰہ	جنوبی وزیر ستان	303	جید
44	عرفان اللّٰہ	خان زمان	میانوالی	320	جید
45	عمیر خالق	عبدالخالق	لاھور	268	مقبول
46	غلام مصطفٰی	محمد حسین	گوجرانوالہ	313	جید

47	فضل الرحیم	عبدالستار خان	ٹانک	306	جید
48	کریم اللّٰہ	قمر زمان	نوشہرہ	330	جید
49	گل صاحب شاہ	سلطان نظیر	شانگلہ	254	مقبول
50	محمد ابوذر	محمد دین	قصور	465	جید جدًا
51	محمد اختر بلال	شاہ رحمن	اِسلام آباد	302	جید
52	محمد اکرم	سلام دین	نارووال	368	جید جدًا
53	محمد الیاس	امان اللّٰہ	ڈیرہ اِسماعیل خان	314	جید
54	محمد انور	محمد اسماعیل	خضدار	301	جید
55	محمد ایاز صدیقی	عبدالمعین صدیقی	لاہور	267	مقبول
56	محمد حسن	سعید حسن	لاہور	518	ممتاز(سوم)
57	محمد خالد	محمد اشرف اعوان	مظفر آباد	375	جید جدًا
58	محمد راشد	محمد ابراھیم	قصور	282	مقبول
59	محمد زبیر	محمد اخلاق	بھکر	325	جید
60	محمد سعید	محمد صدیق	قصور	285	مقبول
61	محمد شعیب فرید	خواجہ غلام فرید	مظفر گڑھ	305	جید
62	محمد صدیق	سیف اللّٰہ	ڈیرہ غازی خان	267	مقبول
63	محمد طاہر	غفور اَحمد	قصور	289	مقبول

64	محمد طفیل	شیر غنی	مردان	274	مقبول
65	محمد عبدالاحد	عبدالرشید	سیالکوٹ	435	جید جدًا
66	محمد عثمان	عبدالرزاق	قصور	261	مقبول
67	محمد عدیل	محمد مالک	نارووال	279	مقبول
68	محمد عمر	عبدالباسط	رحیم یارخان	460	جید جدًا
69	محمد عمر	شاہ نواز	اَٹک	302	جید
70	محمد عمر فاروق	منور حسین	حافظ آباد	529	ممتاز(سوم)
71	محمد فاروق	محمد اسماعیل	مانسہرہ	305	جید
72	محمد فرحان	عبدالحمید	اَٹک	310	جید
73	محمد قیصر	علی بہادر	مانسہرہ	307	جید
74	محمد مجاھد	حاجی محمد اِدریس	مظفر گڑہ	354	جید
75	محمد مقداد	محمد انور	لاھور	299	جید
76	محمد نجیب الرحمن	محمد حنیف	قصور	305	جید
77	محمد نعمان	علاؤالدین	ٹانک	392	جید جدًا
78	محمد یونس	فیض بخش	مظفر گڑہ	274	مقبول
79	محمود خان	محمد شفاعت	پونچھ	307	جید
80	مطیع اللّٰہ	حبیب اللّٰہ	چترال	306	جید

81	معیز اللہ	عظمت شیخ	لورالائی	262	مقبول
82	مقیم خان	گل نظیر	کوھاٹ	363	جید جدًا
83	مھتاب الدین	گل امیر خان	جنوبی وزیرستان	267	مقبول
84	ندیم عباسی	عبدالحمید	با غ	266	مقبول
85	نصیب اللہ	محمد حنیف	قلعہ عبداللہ	282	مقبول
86	نور اللہ	حضرت علی	کوئٹہ	310	جید
87	نوید الرحمن	بشیر اَحمد	لاھور	345	جید
88	یحیٰی جمال	جمال الدین	قصور	294	مقبول

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔ (اِدارہ)

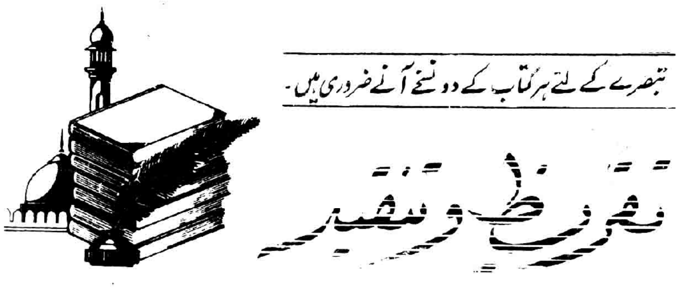

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : تحفۂ نقشبندیہ

تصنیف : حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہم

صفحات : ۴۳۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : اِدارہ تالیفاتِ اَشرفیہ ملتان

قیمت : درج نہیں

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مہاجر مکی مدظلہم عرصۂ دراز سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، اَکابر اہل اللہ کے فیض یافتہ اور مجازِ بیعت ہیں بہت سی قیمتی کتابیں آپ کی قلمِ حقیقت رقم سے نکل کر قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ پیش نظر کتاب ''تحفۂ نقشبندیہ'' حضرت مدظلہم کی نئی تصنیف ہے اِس میں آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ کا تعارف، مشائخِ نقشبندیہ کی خدمات و سوانح، تصوف کی حقیقت، اِصلاح کے لیے نقشبندی مشائخ کا طریقہ کار، لطائف ستہ، تجلیات و مراقبات، ختمات و معمولات ذکر کیے ہیں جو مشائخ نقشبندیہ کے لیے زادِ راہ اور سالکانِ طریقت کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

اَندازِ بیان سہل اور دلنشیں ہے، کتابت و طباعت عمدہ ہے یقیناً یہ کتاب نقشبندی سلسلہ کے اَحباب کے لیے خصوصاً اور دیگر سالکین کے لیے عموماً عظیم تحفہ ہے۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲۲ر رجب المرجب ۱۴۳۷ھ/ ۳۰ر اپریل ۲۰۱۶ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے اور ۲۷ر رجب المرجب سے جامعہ میں سالانہ تعطیلات ہوگئیں۔

۲۹ر رجب ۱۴۳۷ھ/ ۷ر مئی ۲۰۱۶ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے جس میں جامعہ کے کل 167 طلباء نے شرکت کی۔

۶ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ/ ۱۴ر مئی ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ سے حسبِ سابق جامعہ مدنیہ جدید میں اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم نے دورۂ صرف ونحو کا آغاز کیا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی، ۲ر جون کو دورہ کا اِختتام ہوگا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۶ر شعبان المعظم/ ۱۴ر مئی کو جامعہ مدنیہ جدید میں ''علوم الحدیث کا اِبتدائی تعارف'' کے عنوان سے ۷ر روزہ کورس کا اِنعقاد ہوکر بخیر وخوبی اَنجام پایا، والحمد للہ۔

۶ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ/ ۱۴ر مئی ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ سے جامعہ مدنیہ جدید میں علماء وطلباء کے لیے جامعہ کے فاضل مولانا ذیشان صاحب چشتی کی زیر نگرانی کمپیوٹر کورس کا آغاز ہوا جس میں ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء نے شرکت کی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنواکر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

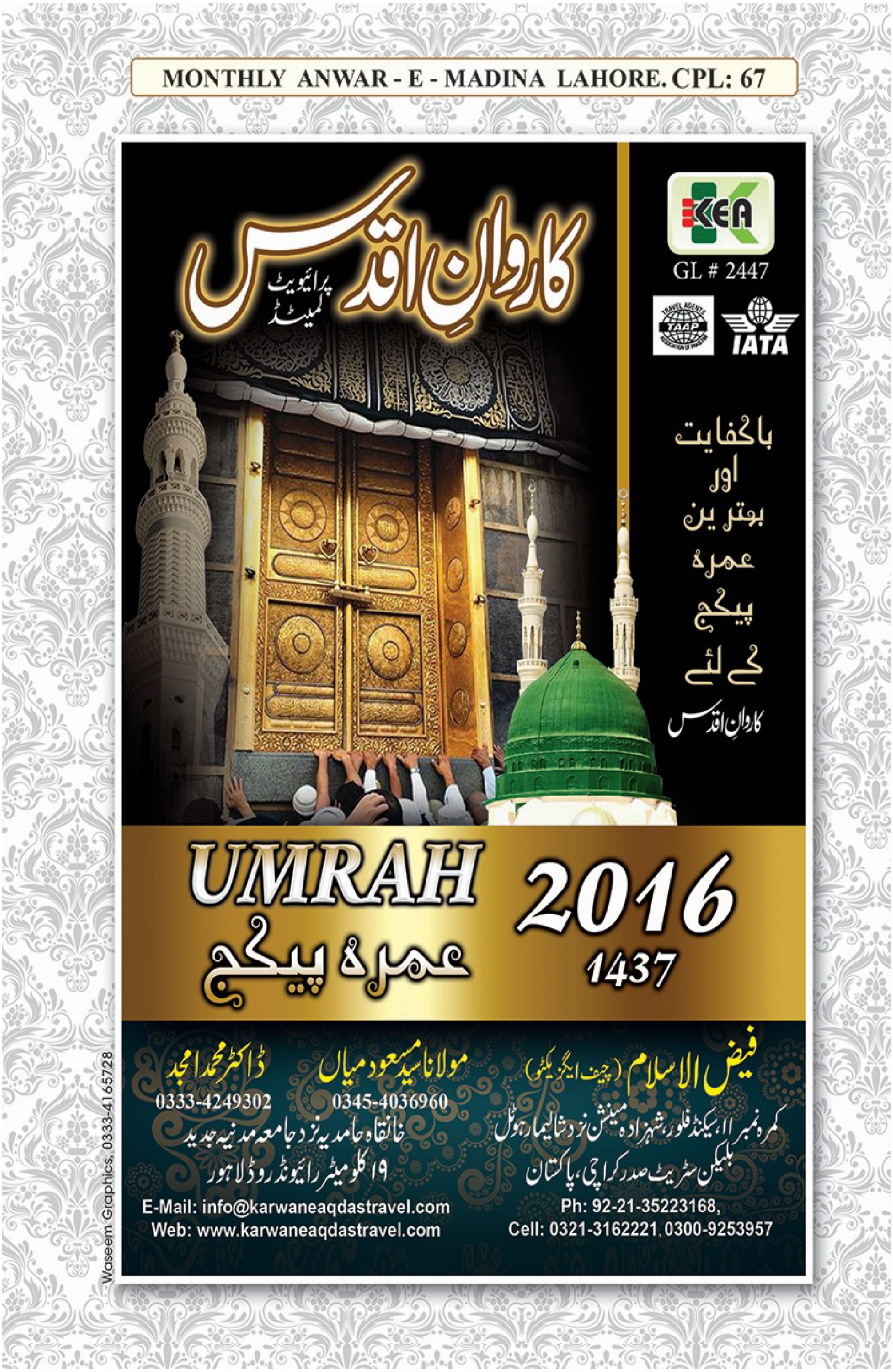
MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67
کاروانِ اقدس
پرائیویٹ لمیٹڈ
KEA
GL # 2447
TAAP
IATA
باکفایت
اور
بہترین
عمرہ
پیکج
کے لئے
کاروانِ اقدس
UMRAH
2016
1437
عمرہ پیکج
فیض الاسلام (چیف ایگزیکٹو)
مولانا سید مسعود میاں
0345-4036960
ڈاکٹر محمد امجد
0333-4249302
کمرہ نمبر ١١، سیکنڈ فلور، شہزادہ مینشن نزد شالیمار ہوٹل
بلکین سٹریٹ صدر کراچی، پاکستان
خانقاہ حامدیہ نزد جامعہ مدنیہ جدید
١٩ کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور
E-Mail: info@karwaneaqdastravel.com
Web: www.karwaneaqdastravel.com
Ph: 92-21-35223168,
Cell: 0321-3162221, 0300-9253957
Waseem Graphics, 0333-4165728